امام احمد رضا
حقائق کے اُجالے میں

از

حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر
صدر مفتی ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار

ناشر
المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
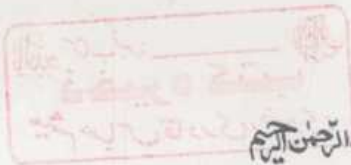
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ اشاعت ۴۱

نام کتاب "امام احمد رضا" حقائق کے اجالے میں

تصنیف علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی مضطر

صفحات ایک سو چار

اشاعت بار اول جنوری ۱۹۹۹ء

ناشر المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی
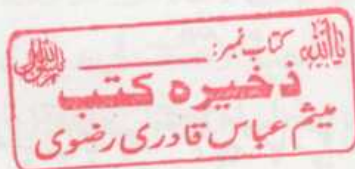
پیش لفظ

کسی بھی مسلک کے بطلان کا ثبوت اس سے بڑا کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے اثبات کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑے کہ حق کو بھلا جھوٹ سے کیا علاقہ؟ اس کی بنیاد تو سچ پر ہوتی ہے اور قرآن، احادیث، آثار اور سلف کے اقوال اس کی قطعیت و اصلیت کا پتہ دیتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے الحق یعلوا ولا یعلی حق اپنی حقیقت خود ہی منوالیتا ہے اسے سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مگر ہاں ضلالت کو ہدایت اور گمراہی کو صراط مستقیم بتانے والے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ وہ یا تو حقائق کو پس پشت ڈال دے یا پھر اس کی صورت ہی مسخ کر دے تاکہ حق کی شناخت مشکل ہو جائے۔

قرآن شاہد ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے باطل مزعومات و مزخرفات کو حق ثابت کرنے کے لئے اسلام اور پیغمبر اسلام پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کی تھیں اور اپنی کتابوں سے ان حقائق کو ہی کھرچ ڈالا تھا جن سے اسلام کی حقانیت کا ظہور ہوتا تھا اور پیغمبر اسلام کی شخصیت نوید عیسیٰ اور بشارت موسیٰ کا مجسمہ نظر آتی تھی۔ قرآن نے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا و ایای فاتقون ہ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔

ٹھیک اسی نہج پر ہمارے دور میں بھی ایک گروہ منظم طور پر ایسا ہی کچھ کر رہا ہے اور ان تمام تاریخی حقائق اور مذہبی دستاویزات کو خرد برد کرنا کار ثواب سمجھ رہا ہے جس سے اہل سنت وجماعت کے معتقدات کی تائید ہوتی ہے۔ انھیں خدشہ ہے کہ اگر یہ طریقۂ کار نہیں اپنایا گیا تو ساری دنیا رفتہ رفتہ بریلویت کے دامن میں آجائے گی اور ہمارے مسلک کا بطلان ظاہر ہو جائے گا۔

برصغیر ہند و پاک میں تقریباً ڈیڑھ سو سال سے تحریف و ترمیم اور الحاقات کی ایمان سوز اور الم انگیز مہم جاری ہے۔ خدا جانے ان تیشہ بردار نام نہاد مسلمانوں نے کہاں کہاں ظلم ڈھائے ہیں اور کن کن حقائق پر

پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں کی ہیں۔ شاہ ابوالحسن زیدفاروقی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تعلق سے لکھا ہے کہ اصحابِ توحید منظم طور پر ان کی تعلیمات وتالیفات میں اصلاح کے نام پر تحریف جیسے مذموم فعل کا ارتکاب کررہے ہیں۔ مولانا سید حکیم محمود احمد برکاتی نے بھی "شاہ ولی اللہ اور ان کی تحریرات میں تحریفات" کے عنوان سے ایک دردانگیز مضمون لکھ کر اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ ان موحدین نے مکمل رسائل وکتب تصنیف کر کے شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ مولانا سید فاروقی نے "انفاس العارفین مترجم" کی تقدیم میں ایک جگہ لکھا ہے۔

اس امر کی طرف سید ظہیر الدین احمد (نواسہ شاہ رفیع الدین) نے اشارہ کیا ہے کہ صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر شاہ صاحب کی تفہیمات کی یہ عبارت پیش کی جاسکتی ہے جو ان کی ساری تعلیمات میں ہمارے محققین کو سب سے پہلے نظر آتی ہے۔ حالانکہ شاہ صاحب کے دوسرے نظریات سے وہ کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔

پھر انھوں نے یہ جعلی عبارت پیش کی ہے:

کل من ذھب الی بلدۃ اجمیر اوالی قبر سالار اوماضاھا لاجل حاجۃ یطلبھا فانہ آثم اثما اکبر من القتل اوالزنا لیس مثلہ الامثل من کان یعبد المصنوعات اومثل من کان ید عوا اللات والعزیٰ۔

یعنی ہر وہ شخص جو کسی حاجت کے لئے شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر (بہرائچ) جائے یا ان کے مشابہ کسی دوسری جگہ جائے اس نے گناہ کیا جو قتل اور زنا سے بڑا گناہ ہے کیا وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو بنائی ہوئی چیزوں کی عبادت کرتا ہے یالات وعزیٰ کو پکارتا ہے۔

یہ عبارت خود شاہ صاحب کی تعلیمات اور معمولات کے خلاف ہے انھوں نے فیوض الحرمین، القول الجمیل، الدرالثمین اور انفاس العارفین میں بزرگان دین کے واقعات، کرامات، اشغال و اوراد، تصرفات روحانی امداد اور اس قسم کی بے شمار حکایات اور اپنے معمولات کا ذکر کیا ہے۔ ایک بار آپ نے

اپنے فرزند شاہ عبدالعزیز سے فرمایا: "ما بر مزار شریف متوجہ بہ روحانیت ایشاں می نشستیم پس راہ حقیقت بر ما کشادہ شد" میں اپنے والد ماجد کے مزار شریف پر ان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر اکثر اوقات بیٹھا کرتا تھا پھر حقیقت کی راہ مجھ پر کھلی ——— جب صورت حال یہ ہے تو بھلا شاہ صاحب اولیائے کے مزارات پر حاضری اور استعانت و توسّل کو شرک کیسے لکھ سکتے تھے۔ اس لئے شاہ ابوالحسن زید فاروقی کو لکھنا پڑا کہ:

آپ اہلسنت وجماعت کے مقتدا تھے وہابیہ اور اصحاب توحید کے عقائد سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ شاہ ولی اللہ کو گروہ اسمٰعیلیہ وہابیہ غیر مقلد اور اہلحدیث نے تحریفات وتزویرات کر کے اپنے رنگ میں پیش کیا ہے۔

اب اس جماعت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو اپنا ہدف بنایا ہے۔ فاضل بریلوی کی تصانیف فتاویٰ اور رسائل نے مسلمانوں کو اعتقادی طور پر جتنا پختہ کیا ہے یہ لوگ ان سے اتنا ہی بدظن اور ہراساں ہیں اس جماعت کی اب پوری کوشش یہی ہے کہ ان کی تعلیمات وتصانیف کو توڑ مروڑ کر ایک نئے رنگ میں عوام کے سامنے پیش کریں تاکہ عوام میں ان کی مقبولیت کا اثر کم ہو۔ لوگ اُن سے بدظن ہوں اور ہمیں اپنے عقائد کی تبلیغ وتشہیر کے لئے فضا ہموار ملے۔ سچ کہا کسی نے ؎

خوئے بد کہ در سرشت نشست
نہ رود جز بہ مرگ زینہار

حضرت مجدد الف ثانی شاہ ولی اللہ اور امام احمد رضا سب کے تعلق سے ایمان فروشوں کا یہ گروہ اسی روش پر قائم ہے جو یہود ونصاریٰ کی تھی اگر ان حضرات کو مذہب ومسلک سے کوئی علاقہ نہیں تو کم از کم انسانیت کا پاس تو ہونا ہی چاہیئے مگر افسوس! یہ وہ جنگل ہے جہاں کانٹوں کے سوا کچھ بھی نہیں ——— حضرت جامی علیہ الرحمہ نے کتنی پیاری بات کہی:

"مردم بد نفس چوں خواہند کہ عیبے کسے برشمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشاں موجود است بر زبان ایشاں جاری می شود چہ آں لغہم ایشاں نزدیک تر است"۔

یعنی بدطینت افراد جب کسی کے عیوب ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ان

برائیوں کو شمار کرتے ہیں جو خود ان کی ذات میں موجود ہوتی ہیں کیونکہ وہ ان کی فہم سے زیادہ قریب ہیں۔

فاضل بریلوی کے تعلق سے بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ معاندین نے انہیں جتنے الزامات سے متہم کیا ہے اور جس رنگ میں پیش کیا ہے حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ تاریخ اس پر شاہد ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

چند سال پہلے پاکستان میں اس گروہ نے ایک پمفلٹ بڑی تعداد میں تقسیم کیا تھا جس میں امام احمد رضا کی طرف خود ساختہ عقائد و نظریات منسوب کر دیئے تھے۔ اور لطف یہ کہ حوالے میں خود امام احمد رضا فاضل بریلوی اور دیگر علماء اہلسنت ہی کی کتابوں کے نام صفحہ نمبر کے ساتھ دیئے گئے تھے جبکہ صفحہ تو کجا پوری کتاب میں وہ عبارتیں کہیں نہیں تھیں ــــ اس پمفلٹ کا جواب مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے بڑے اچھے اور اچھوتے انداز میں "امام احمد رضا اپنوں اور غیروں کی نظر میں" کے نام سے دیا تھا۔

زیر نظر کتاب "امام احمد رضا حقائق کے اجالے میں" بھی افتراپردازوں کے انہی الزامات و اتہامات کا مثبت اور مسکت جواب ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "علمائے اہلسنت سے روح اعلیحضرت کی فریاد" میں اٹھائے ہیں۔ اس کتاب کے سارے مباحث فاضل بریلوی کی شخصیت پر اعتراض و جواب سے متعلق ہیں۔ جیسے:

⊕ ــــ بچپنے کے ایک واقعہ کو لے کر ان کی عصمت پر حملہ
⊕ ــــ شیعیت کا الزام
⊕ ــــ آپ کے گندمی رنگ کو سیاہ بتانا
⊕ ــــ بینائی زائل ہونے کا الزام
⊕ ــــ نسیان کی بیماری کا الزام
⊕ ــــ آیات قرآنیہ کی معنوی تحریف کا شوشہ
⊕ ــــ شدت پسندی، سخت مزاجی اور بدلسانی کے سبب لوگوں کا تنفر اور مدرسہ

مصباح التہذیب کا ہاتھ سے نکل جانا۔

⊕ — شانِ الوہیت میں نازیبا کلمات کہنے کا الزام۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر آپ حیرت کے سمندر میں ڈوب جائیں گے اور تھوڑی دیر کے لئے آپ پر سکتہ طاری ہو جائے گا کہ کیا ایسے مقدس جبہ و دستار میں لپٹے ہوئے مذہبی رہنما بھی ایسے فراڈی ہو سکتے ہیں۔ ؟

ہم پوری ملت کی طرف سے استاذ محترم، فقیہ النفس، مناظر اہلسنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب کے ممنون و مشکور ہیں کہ انھوں نے اہل ہوا و ہوس کے پشتارۂ کذب و افترا کو چاک کر کے پوری ملت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔۔۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندہ و جاوید علمی کرامت ہیں جن کی علمی سطوت، فقیہانہ کرّوفر اور فکری جامعیت سے زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ مجھے فخر ہے کہ ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ مجھے ان کی برگ و بار شخصیت سے بہت کچھ ملا ہے۔ خدا کرے طلب و عطا کا یہ سلسلہ دراز رہے۔

"امام احمد رضا حقائق کے اُجالے میں" ایک علمی خزانہ ہے جس میں مفتی صاحب قبلہ کی جلالت علمی اور جودت طبع کی جھلک صاف طور پر نمایاں ہے ـــ اس کتاب کا آغاز امام احمد رضا کے حالات زندگی سے ہے جو اختصار کے باوجود بہت جامع ہے۔ پھر جوابات کا سلسلہ ہے اور تقریبًا تمام ہی جوابات قرآن یا احادیث سے مستنبط ہیں۔ جواب کا طریقہ معکوس اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے متنازعہ مسئلہ کے تعلق سے حقائق بیان کئے گئے ہیں پھر اخیر میں بلا تبصرہ معاندین کے الزام کو بیان کر دیا گیا ہے ـــ اس کتاب کا ایک حصہ جو قصیدۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تعلق سے امام احمد رضا پر اعتراض کے جواب پر مشتمل تھا الگ کر دیا گیا ہے اسے الگ سے کتابی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ جواب اب تک کے ان تمام منفی جوابات سے منفرد اعلیٰ اور تحقیقی ہے جو علمائے اہلسنت دیتے آئے ہیں۔ اس جواب سے امام احمد رضا کے قصائد و غزلیات کی تفہیم و تشریح کی نئی راہیں کھلیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد امجد رضا خاں
ڈائرکٹر ادارہ اصحاب قلم
نوری مسجد، درگاہ روڈ، پتھر کی مسجد، پٹنہ

ولادت امام احمد رضا ولد مفتی نقی علی ولد مولانا رضا علی ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ
مطابق ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ "بریلی" شہر کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔

نام پیدائشی نام "محمد" ہے ــــ تاریخی نام "المختار"[1]
جد امجد نے "احمد رضا" تجویز فرمایا اور یہی معروف و مشہور رہا۔

بسم اللہ خوانی پیدائش کے تیسرے سال ۱۲۷۵ھ کے اوائل میں "بسم اللہ
خوانی" ہوئی[2] ــ مولانا غلام قادر بیگ نے بسم اللہ پڑھانے کی رسم ادا کی[3]

ذہانت خدائے قدیر نے آپ کے اندر ذہانت گویا کوٹ کوٹ کر بھر دی
تھی۔ بسم اللہ خوانی کے وقت مولانا غلام قادر بیگ نے جب الف۔ با۔ تا پڑھانا شروع
کیا تو فر فر پڑھنے لگے ــــــــ مگر جب "لام الف" کی نوبت آئی تو خاموش رہے
مولانا نے کہا ــــ

"کہو صاحب زادے! لام الف"

آپ نے عرض کیا۔

"یہ دونوں حروف تو پڑھ چکے۔ "لام" بھی اور "الف" بھی۔

اب یہ دوبارہ کیوں؟

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱
[2] تذکرۂ رضا ص ۱۰
[3] تقیہ اسلام ص ۱۴۰

جد امجد مولانا رضا علی موجود تھے۔ فرمایا ——

"بیٹے! استاد کا کہا مانو.. جو کہتے ہیں پڑھو۔"

آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ اور مستفسرانہ نگاہوں سے جد امجد کی طرف دیکھا۔ جد امجد سمجھ گئے کہ بچہ کو شبہ ہو رہا ہے۔ فرمایا ——

"تمہارا شبہ درست ہے کہ حروف مفردہ کے بیان میں یہ لفظ مرکب کیسے آگیا؟ ——"

بات یہ ہے کہ شروع میں جس کو تم نے "الف" پڑھا وہ درحقیقت "الف" نہیں۔ "ہمزہ" ہے۔ "الف" یہ ہے۔ "الف" چونکہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا ممکن نہیں اس لئے حرف "لام" کو "الف" کے شروع میں ملا کر اس کا تلفظ بتایا ہے۔

عرض کیا ——

"با، تا، جیم، دال کسی بھی حرف کا ملا دینا کافی تھا۔ اتنے حروف کے بعد آخر "لام" ہی کی خصوصیت کیوں؟"

یہ سن کر جد امجد نے غایت جوش اور فرط محبت میں اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ دعائیں دیں اور ارشاد فرمایا ——

"لام" اور "الف" میں ظاہری و باطنی دونوں طرح کی مناسبت ہے اس لئے کسی اور حرف کے بجائے "لام" ہی کو اس کے شروع میں ملایا۔ ظاہری مناسبت یہ ہے کہ لکھنے میں دونوں کی شکل یکساں دراز ہوتی ہے اور باطنی مناسبت یہ ہے کہ "لام" "الف" کے بیچ میں ہوتا ہے۔ اور "الف" "لام" کے بیچ میں گویا "لام" "الف" کا قلب ہے اور "الف" "لام" کا قلب [1]

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۲

خدائی حفاظت امام احمد رضا پر خداوند قدوس کا کچھ ایسا فضلِ خاص تھا کہ اس نے شروع ہی سے آپ کی زبان کو قرآن کریم کے غلط تلفظ کرنے سے محفوظ فرمادیا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ مولانا قرآن کریم میں ایک لفظ آپ کو بار بار بتاتے تھے مگر آپکی زبان سے مولانا کے بتانے کے مطابق ادا نہیں ہو رہا تھا۔ مولانا "زبر" بتا رہے تھے اور آپ کی زبان سے "زیر" ادا ہو رہا تھا ——— جدامجد نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ ———

بیٹے! جس طرح مولوی صاحب بتاتے ہیں اس طرح کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

عرض کیا۔ ———

ارادہ کرتا ہوں کہ اسی طرح پڑھوں۔ مگر زبان پر قابو نہیں پاتا ہوں

اس پر جدامجد نے قرآن کریم منگایا۔ اور دیکھا تو واقعی اس نسخہ میں "زبر" کاتب کی غلطی سے بن گیا تھا۔ بالآخر اس کی تصحیح فرمائی۔ اور آپ کو دعاؤں سے نوازا [۱]

قوت حافظہ خدائے وہاب نے امام احمد رضا کو ذہانت ہی کی طرح قوت حافظہ سے بھی نوازا تھا۔ جب مولانا سبق پڑھا دیتے تو آپ ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر بند کر دیتے اور لفظ بلفظ، حرف بحرف سنا دیتے۔ مولانا کو بڑا تعجب ہوتا۔ بالآخر ایک دن فرمایا۔ ———

صاحبزادے! آپ آدمی ہو۔ یا۔ فرشتہ، کہ مجھے پڑھاتے دیر

---

[۱] حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۴

لگتی ہے اور آپ کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ [1]

تکمیل ناظرہ آپ نے ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۶۰ء کو چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ کی تکمیل کی۔ [2]

ابتدائی کتابوں کے استاد آپ نے بسم اللہ خوانی سے لے کر "میزان منشعب" تک ابتدائی تمام کتابیں مولانا غلام قادر بیگ بریلوی سے پڑھیں۔ [3]

اعلیٰ تعلیم کے استاد امام احمد رضا نے درج ذیل علوم کی اعلیٰ اور معیاری کتابیں والد ماجد مفتی نقی علی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ ———

(۱) علم قرآن (۲) علم تفسیر (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) فقہ جملہ مذاہب (۶) اصول فقہ (۷) عقائد (۸) کلام (۹) جدل (۱۰) نحو (۱۱) صرف (۱۲) معانی (۱۳) بیان (۱۴) بدیع (۱۵) منطق (۱۶) فلسفہ (۱۷) مناظرہ (۱۸) تکسیر (۱۹) ہیئت (۲۰) حساب (۲۱) ہندسہ [4]

دوسرے اساتذہ آپ نے والد ماجد کے علاوہ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول مارہروی ——— سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی ———

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۲
[2] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۱
[3] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۲
[4] الاجازات المتینہ ص ۳۵

شیخ احمد بن دحلان ــــ شیخ عبدالرحمٰن مکی ــــ شیخ حسین بن صالح [1] اور مولانا عبدالعلی رام پوری سے بھی بعض علوم حاصل کئے [2] ــ ان کے علاوہ بہت سے علوم خداداد ذہن اور قوت مطالعہ سے خود ہی حاصل فرما لئے۔ جن میں غیبی امداد کے علاوہ کوئی آپ کا استاد نہیں۔ ــــ

فراغت آپ نے ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء کو تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کرلی۔ [3] ــــ

تدریس امام احمد رضا نے کسی مروجہ درس گاہ میں مدرس کی حیثیت سے تدریس کا کام انجام نہیں دیا دور دور سے علم کے متلاشی آپ کے در دولت پر حاضر ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مالا مال ہو کر واپس لوٹتے۔ اس لئے شاگردوں کی صحیح تعداد کا حال معلوم نہیں ــــ ہاں! بعض مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں۔ ــــ

(۱) مولانا حسن رضا برادر اوسط (۲) مولانا حامد رضا خلف اکبر (۳) مولانا عبدالسلام جبلپوری (۴) مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی (۵) مولانا ظفرالدین بہاری (۶) مولانا عبدعلی اعظمی (۷) مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خلف اصغر (۸) مولانا عبدالاحد خلف محدث سورتی (۹) مولانا برہان الحق جبل پوری (۱۰) مولانا سید محمد اشرف کچھوچھوی وغیرہ [4] ــــ

تالیف وتصنیف امام احمد رضا نے تالیف وتصنیف کا کام ایام طالب علمی

---

[1] الاجازات المتینہ ص ۲۵
[2] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۲
[3] الاجازات الرضویہ ص
[4] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴۳

ہی میں شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۴ء کو "ہدایۃ النحو" پڑھنے کے دوران بعمر آٹھ سال عربی زبان میں اس کی شرح لکھی۔ [۱] ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء کو "مسلم الثبوت" پڑھنے کے دوران بعمر دس سال اس پر عربی میں مبسوط حاشیہ لکھا۔ [۲] اور یہ سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔ محتاط اندازہ کے مطابق پچپن ۵۵ سے زائد مشرقی و مغربی اور قدیم وجدید علوم و فنون پر مشتمل عربی، فارسی، اردو زبانوں میں تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں بہت سی تخلیقی اور طبع زاد بھی ہیں۔ صرف رد المحتار کا حاشیہ "جد الممتار" ایک ہزار سے زائد صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس کی پہلی جلد المجمع الاسلامی سے شائع ہو کر ملک و بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ [۳]

افتاء امام احمد رضا نے چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء کو تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کی عمر میں فتاویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ [۴] اور تاعمر یہ خدمت فی سبیل اللہ انجام دی۔ آپ کے یہاں پوری دنیائے اسلام سے استفتے آتے اور بسا اوقات چار چار سو کی تعداد میں جمع ہو جاتے۔ خود لکھتے ہیں۔

> یہاں بحمدہ اللہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ تمام ہندوستان و دیگر ممالک مثلاً چین و افریقہ و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفتے آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں چار چار سو جمع ہو جاتے ہیں ...... بھائیو! ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین۔

---

[۱] امام احمد رضا نمبر ص ۵۵

[۲] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳۷

[۳] حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸۰ مکتوب امام احمد رضا بنام ملک العلماء

[۴] اب دوسری جلد بھی شائع ہو چکی ہے۔

میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو سارے جہان
کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے [1]

آپ کے مجموعہ فتاویٰ کی بارہ جلدیں بڑے سائز کے تقریباً بارہ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جن میں سے بیشتر ہندو پاک سے شائع ہوکر دارالافتاؤں کی زینت بنی ہوئی ہیں ——

عربی زبان میں "نوٹ" کے مسئلہ پر ایک تحقیقی و اجتہادی مبسوط فتویٰ "کفل الفقیہ الفاہم لاحکام قرطاس الدراہم" جس کو آپ نے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر عرب شریف میں وہاں کے علماء کے استفتاء پر تحریر فرمایا تھا، اس کو پڑھ کر عربی عالم حضرت سید اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم نے فرمایا ——

واللہ اقول و الحق اقول انہ لو راٰھا ابوحنیفۃ النعمان لاقرت عینہ ولجعل مولفھا من جملۃ الاصحاب ——

خدا کی قسم! میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ اسے ملاحظہ فرماتے تو یقیناً ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور بلاشبہ وہ اس کے مؤلف امام احمد رضا کو اپنے اصحاب میں داخل فرما لیتے [2]

اور انسٹی ٹیوٹ آف اوبجکٹیو اسٹڈیز دہلی کی طرف سے دسمبر ۸۹ء کو منعقدہ آل انڈیا فقہی سیمینار بمقام ہمدرد یونیورسٹی میں فقیر کی زبانی اس کا خلاصہ سن کر دیوبندی جماعت کے ایک فاضل پروفیسر نے مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے برملا اعتراف کیا اور کہا کہ

ہمارے بزرگوں نے "نوٹ" کے تعلق سے جو فتوے دیئے ہیں
وہ ان کے زمانے میں اس وقت کے حالات کے پیش نظر جاہے

---

[1] فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۳۰
[2] الاجازات المتینہ ص ۲۵۹

جس قدر بھی موزوں رہے ہوں۔ مگر سچی بات یہ کہ آج کے زمانے اور حالات میں وہ قطعاً قابل عمل نہیں۔ مفتی صاحب موصوف (فقیر رضوی) نے مولانا احمد رضا بریلوی کے جس تفصیلی فتویٰ کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی تلخیص پیش کی ہے اسے معلوم کرکے مولانا احمد رضا کی فقہی عبقریت کو بے ساختہ تحسین و مرحبا کہنے اور داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ انہوں نے آج سے تقریباً پچاسی سال پہلے جو فتویٰ صادر فرمایا تھا وہ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے۔ جس طرح اس وقت قابل عمل تھا۔ اور جب تک دنیا میں نوٹ کا رواج ہے اسی طرح قابل عمل رہے گا۔ بلکہ نوٹ کی جگہ کوئی دوسری چیز رائج ہوجائے تو اس کا حکم بھی اسی کی روشنی میں معلوم کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ علمائے دیوبند کے فتوؤں کے مطابق نوٹ کی حیثیت اصطلاحی قیمت کی نہیں۔ بلکہ سند و حوالہ کی ہے۔ جس کے مطابق آج اس کے ذریعہ بیشتر کاروبار ناجائز ہوئے جاتے ہیں جس کا کوئی حل اب تک وہ حضرات نہیں نکال سکے۔ ———

امام احمد رضا کے مستفتین

مختلف ممالک و امصار کے ہر طبقہ سے امام احمد رضا کی خدمت میں استفتاء بھیجنے والوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اگر صرف مشائخ و علمائے کے نام و پتے ہی درج کئے جائیں تو ایک مستقل کتاب تیار ہوجائے۔ ہم یہاں نمونۃً چند اہم اور مشہور شخصیتوں کے نام پر اکتفا کرتے ہیں۔ ———

(۱) حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان ——— (۲) حضرت سیدنا ابراھیم گیلانی بغدادی ——— (۳) حضرت مولانا شیخ عبداللہ مکی

(۴) حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مکی ـــــ (۵) حضرت مولانا سید حبیب اللہ دمشقی طرابلسی ـــــ (۶) حضرت مفتی شاہ سلامت اللہ صاحب رام پوری ـــــ (۷) حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی ـــــ (۸) حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری ـــــ (۹) حضرت مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی ـــــ (۱۰) حضرت مفتی عبدالمقتدر صاحب بدایونی ـــــ (۱۱) حضرت مولانا احمد حسین صاحب کان پوری ـــــ (۱۲) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ ـــــ (۱۳) حضرت مولانا نثار احمد صاحب کان پوری ـــــ (۱۴) حضرت مولانا عبدالسلام صاحب جبل پوری ـــــ (۱۵) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب شافعی افریقی ـــــ (۱۶) حضرت مولانا عبدالحمید صاحب (بنارس) ـــــ (۱۷) حضرت مولانا عبدالعلی صاحب مدراسی ـــــ (۱۸) حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب (ڈربن، جنوبی افریقہ ـــــ (۱۹) حضرت مفتی عبدالقادر صاحب (رام پور) ـــــ (۲۰) حضرت مفتی امجد علی صاحب اعظمی ـ (۲۱) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی ـــــ (۲۲) حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری ـــــ (۲۳) حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی ـــــ (۲۴) حضرت مولانا رحم اللہ صاحب منگلوری ـــــ (۲۵) حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی ـــــ (۲۶) حضرت مولانا نور صاحب ولایتی ـــــ (۲۷) حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب پرتگالی ـــــ (۲۸) حضرت مولانا امام الدین صاحب کشمیری ـــــ (۲۹) حضرت مولانا صلاح الدین صاحب پشاوری ـــــ (۳۰) حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی ـــــ (۳۱) حضرت مولانا ظفرالدین صاحب بہاری ـــــ (۳۲) مولانا عبدالرحمٰن صاحب اعظمی (مئو) ـــــ (۳۳) مفتی لطف اللہ صاحب (ریاست رام پور) ـــــ (۳۴) مولانا طاہر محمد صاحب

کوچین (مالابار) ـــــ (۲۵) مولانا نجم الغنی صاحب رام پوری ـــــ

(۳۶) مولانا غلام قطب الدین صاحب برہمچاری ـــــ (۳۷) مولانا سید ظہور اللہ صاحب ٹونکی ـــــ (۳۸) مولانا محمود الحسن صاحب گوالیاری ـــــ (۳۹) مولانا مشتاق احمد صاحب مدرسہ معینیہ (اجمیر شریف) ـــــ (۴۰) مولانا شیر محمد صاحب جاگی

(۴۱) مولانا عبد الحمید صاحب چاٹ گام (بنگلہ دیش) ـــــ (۴۲) مولانا علی احمد صاحب مصنف تہذیب البیان ـــــ (۴۳) مولانا عبد الحمید صاحب مصنف کنز الآخرہ ـــــ

(۴۴) مولانا انوار الدین صاحب سلہٹی ـــــ (۴۵) ایم۔ ایم داؤد احمد صاحب (جنوبی افریقہ) ـــــ (۴۶) عبد الغفور صاحب برٹش گائنا بر آر لیٹرس بال و بیچ الیسٹ ـــــ

(۴۷) حاجی عبد اللہ صاحب (بلنڈی افریقہ) ـــــ (۴۸) قادر بخش صاحب (چوہر کوٹ بارکھان بلوچستان) ـــــ (۴۹) حاجی یعقوب علی صاحب (بلنڈی افریقہ) ـــــ

(۵۰) محمد اسحٰق صاحب سکریٹری انجمن محمدیہ (کوچین مالابار) ـــــ (۵۱) محمد دین صاحب جسٹس چیف کورٹ بھاول پور ـــــ (۵۲) ممنون حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر بنارس

(۵۳) محسن خاں صاحب منصف بجنور ـــــ (۵۴) مولانا سراج احمد خاں صاحب خانپور ـــــ

ترجمۂ قرآن

امام احمد رضا نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی کی درخواست اور مسلسل اصرار پر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو قرآن کریم کا اردو زبان میں فی البدیہہ ترجمہ کیا۔ ـــــ مگر دوسرے مترجمین کی طرح لغت دیکھ کر لفظ کے نیچے لفظ نہیں رکھا جس سے تقدیس باری پر حرف آئے ـــــ یا ـــــ شان رسالت کا خون ہو۔ بلکہ کلام الٰہی کے تمام ممکنہ مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت ہی پاکیزہ اور مقدس

لفظوں میں صاف، سلیس اور شستہ ترجمہ کیا ہے ——— تاجدار اشرفیت حضرت مولانا سید محمد اشرف محدث اعظم نے شروع سے اخیر تک بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا۔ ———

اس کی کوئی مثال عربی زبان میں ہے، نہ فارسی زبان میں اور نہ ہی اردو میں۔ اس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ پر لایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ بظاہر تو ایک ترجمہ ہے ——— مگر درحقیقت قرآن کی صحیح تفسیر۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ——— اردو زبان میں "قرآن" ہے۔[۱]

مولانا کوثر نیازی جن کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے نہیں ہے، انہوں نے بھی جب امام احمد رضا کے ترجمہ کا تنقیدی مطالعہ کیا تو برملا اس اعتراف پر مجبور ہوئے کہ

"کنزالایمان" تمام اردو تراجم میں عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ ہے .... یہ عشق رسول کا خزینہ اور معارف اسلامی کا گنجینہ ہے۔[۲] ———

تفسیر

آپ کی تصنیفات اور فتاوے میں موقع ومحل کے اعتبار سے بکثرت قرآنی آیات کی تفسیریں ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اٹھی جز پر مشتمل سورۂ "والضحیٰ" کی کچھ آیتوں کی تفسیر لکھی[۳] اور اپنے ترجمہ پر تحشیہ کا کام بھی شروع کیا[۴] ——— مگر دوسری اہم دینی تالیف وتصنیف کے کاموں نے آپ کو اس کی تکمیل کا موقع نہیں دیا۔ ———

---

[۱] المیزان امام احمد رضا نمبر ص ۲۴۵
[۲] امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت، مطبوعہ راج محل بہار ص ۲۲
[۳] حیات اعلیٰ حضرت ص ۹۷
[۴] یہ حاشیہ فقیر کو بریلی شریف میں یک گفتہ بمقام سے بہت ہی خستہ حالت میں دستیاب ہوا ہے۔ اس میں کہیں کہیں سے الفاظ غائب ہیں۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق پیوند لگا کر حاشیہ پر اس کی نشاندہی کردی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی زیور طباعت سے آراستہ ہوگا۔

جدید علوم میں مہارت امام احمد رضا علوم شرقیہ کی طرح علوم غربیہ سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے۔ قدیم علوم وفنون کی طرح جدید علوم وفنون میں بھی آپ کی صلاحیت مجتہدانہ حیثیت کی حامل تھی ـــــــ ڈاکٹر سر ضیاء الدین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ جو ریاضیات میں اپنا نظیر و مثیل نہیں رکھتے تھے۔ جب اسی ریاضی کے ایک مسئلہ میں الجھے اور ہفتوں کی سرگردانی کے بعد بھی حل نہیں ہوا۔ تو جرمنی جانے کا فیصلہ کیا مولانا سیّد سلیمان اشرف بہاری چیرمین شعبۂ اسلامک اسٹیڈیز نے امام احمد رضا سے ملنے کا مشورہ دیا تو ہنسنے لگے اور کہا۔ مولانا! یہ کوئی نماز روزہ کا مسئلہ نہیں۔ ریاضی کی الجھی ہوئی گتھی ہے جسے سلجھانے میں مجھ جیسا ریاضی داں ہفتوں سے سرگرداں اور عاجز ہے تو بھلا کنج خمولی میں رہنے والا ایک بوریہ نشین مولوی کیا بتائے گا؟ ـــــــ مگر جب مولانا موصوف نے نہایت ہی متانت و سنجیدگی کے ساتھ اصرار کیا تو ان کو ہمراہ لے کر بریلی آئے ان دنوں امام احمد رضا سخت علیل تھے۔ پھر بھی چند منٹوں میں مسئلہ کو حل کر دیا اور ڈاکٹر صاحب کے تمام اشکالات دور کر دیئے تو وہ حیرت واستعجاب میں امام احمد رضا کا منھ دیکھتے رہ گئے اور مولانا سید سلیمان اشرف صاحب سے کہا۔ ـــــــ

یارا! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو۔ اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے۔ دینی، مذہبی، اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی۔ اقلیدس۔ جبر و مقابلہ، توقیت وغیرہا میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلہ کو ہفتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی۔ حضرت

نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا۔ صحیح معنیٰ میں یہ ہستی "نوبل پرائز" کی مستحق ہے۔ مگر گوشہ نشین، ریا اور نام نمود سے پاک، شہرت کے طالب نہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ قائم رکھے اور ان کا فیض عام ہو۔ مولانا میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے میری مشکل حل کر دی اور مجھے بڑی زحمت سے بچا لیا۔[1]

امام احمد رضا اور جدید سائنس کی قدآور شخصیتیں

امام احمد رضا نے نہ تو دوسرے بہت سے علماء کی طرح سائنس جدید کے اہم ستون اور قدآور شخصیتوں مثلاً کاپرنیکس —— آئزک نیوٹن —— البرٹ آئن اسٹائن —— البرٹ ایف، پورٹا کے نظریات سے مرعوب ہو کر اسلامی اصولوں میں تاویل کر کے دونوں میں مطابقت کی کوشش کی۔ اور نہ ہی ان نظریات کے بالمقابل اسلامی اصولوں کی مغلوبیت کا خاموش اعتراف کرتے ہوئے یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑایا کہ "یہ مادہ پرست ملحدوں کی عقلی موشگافیاں ہیں۔ جبکہ اسلام سراسر نقلی ہے۔ اس کے لئے ان عقلی موشگافیوں کی نہیں انقیاد و تسلیم کی ضرورت ہے" —— بلکہ حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد سائنس دانوں کے جو نظریات اسلامی اصولوں کے مطابق صحیح ثابت ہوئے ان سے اسلام کی خدمت لی اور جو نظریات اسلامی اصولوں کی خلاف ہوئے مشہور مقولہ "لوہا سے لوہا کٹتا ہے" کے مطابق سائنس ہی کے اصولوں سے ان کا غلط و باطل ہونا ثابت فرمایا۔[2] مشہور مسلم سائنسداں پروفیسر حاکم علی کے نام ایک تحریر میں ارشاد فرماتے ہیں ——

---

[1] اکرام امام احمد رضا ص ۶۰ مطبوعہ مجلس العلماء مظفر پور

[2] (الف) فوزمبین در رد حرکت زمین —— (ب) معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین

محبِ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہو گی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہو گی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلۂ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائلِ سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہٖ تعالیٰ دشوار نہیں۔ الخ [۱]

امام احمد رضا کی سیاسی حذاقت

آغاز بیسویں صدی کی تاریخ کا جائزہ، کوائف و حالات کا تجزیہ —— اور امام احمد رضا کی کتابوں کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد مولانا کوثر نیازی جیسے غیر جانبدار شخص بھی اس نتیجہ پر پہونچے:

امام احمد رضا پالیٹیشین نہیں، اسٹیٹمین تھے۔ سیاسی لیڈر نہ تھے، مدبّر تھے۔ پالٹیشین اور سیاسی لیڈر عوام کی خواہشات کے تابع ہوتے ہیں جب کہ اسٹیٹمن اور مدبرین پیش بینی کر کے حالات کا رخ متعین کرتے ہیں۔ [۲] ——

مولانا کوثر نیازی کے اس نظریہ کے پشت پر جو واقعات و حقائق ہیں ان کی تائید

---

[۱] فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۱۹۰

[۲] امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۲۶

اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب گاندھی جی کی قیادت میں ہندوؤں نے دوسرے شعبہائے زندگی کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں بھی مسلمانوں کو مات دینے کے لئے ان کے اس وقت کے دو اہم تعلیمی مراکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور اسلامیہ کالج لاہور کو تباہ و برباد کر دینے کی خفیہ سازش کی تو اس میں کچھ شعوری اور کچھ لاشعوری طور پر بہت سے مسلمان بھی شریک ہو گئے جن میں مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی اور محمد علی[1] پیش پیش تھے۔ انہوں نے۔ ـــــــــــ

"علوم جدیدہ اسلامیات کے خلاف ہیں۔ انگریزی ہندی پڑھ کر مسلمان بچے صحیح معنی میں مسلمان نہیں رہتے ہیں۔ یہ ادارے حکومت کی امداد سے چلتے ہیں جب کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی دشمن ہے۔" ـــــــــــ

اس طرح کی آوازیں بلند کر کے مسلمانوں کو ان سے دور رکھنے اور بائیکاٹ کرنے کی ترغیب دینی شروع کی۔ خود مولانا محمود الحسن کا بیان "ترک موالات" مدینہ پریس بجنور میں شائع ہوا ہے۔ ـــــــ

علی گڑھ کالج کی ابتدا کی حالت میں علماء متدینین نے علی العموم اس قسم کی تعلیم کے جواز سے جواز سرتاپا گورنمنٹ کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو، روکا بدقسمتی سے وہ رک نہ سکی۔ اب جبکہ اس کے ثمرات و نتائج آنکھوں سے دیکھ لئے تو قوم کو اس سے بچانا بالبداہتہ ایک ضروری امر ہے۔[2] ـــــ

پروفیسر حاکم علی صاحب لکھتے ہیں۔ ـــــ

---

[1] بعد میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے ہاتھوں، توبہ کرلی (حیات صدر الافاضل ص ۱۷۳، ۱۷۴)

[2] ص ۱۱

مولانا ابوالکلام آزاد نے بیس[۲] اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر یہ اطلاق کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جائے۔ تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی۔ اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو یہ فتویٰ دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو۔ لہٰذا اس طرح کالج میں بے چینی پھیلا دی کہ پڑھائی میں سخت نقصان شروع ہوگیا۔[۱]

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اسوقت کے متعلم جناب مقصود علی صاحب لکھتے ہیں۔۔

گیارہ اکتوبر کو مولانا شوکت علی و محمد علی صاحب علی گڑھ تشریف لائے۔ اور انہوں نے ہم طالب علموں کو یہ سمجھایا کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی دشمن ہے .... اس وقت گورنمنٹ سے ہم مسلمانان قطع تعلق کرلیں۔ اور کالج کے طالب علموں کو یہ بتایا کہ کالج میں گورنمنٹ روپیہ دیتی ہے۔ تو ہم طالب علم کالج چھوڑ دیں[۲]

جس سے مسلمانوں میں عام بے چینی اور عجب کشمکش کی حالت پیدا ہوگئی اور انہوں نے اس طرح کے سوالات بھیج کر امام احمد رضا سے شرعی احکام دریافت کئے۔

تو کیا اس وقت کالج چھوڑ دینا ہم لوگوں کا مذہبی فریضہ ہے؟

مسلمانوں کو علی گڑھ کالج کی امداد حرام ہے ــــ یا ــــ کیا؟ ــــ

تعلیم انگریزی و ہندی کی مسلمانوں کو جائز ہے ــــ یا ــــ نہیں؟ ــــ

---

[۱] فتاوی رضویہ ج ۱۰ نصف آخر مطبوعہ بیسلپور ص ۲۷۹

[۲] فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۱۷۱

امام احمد رضا نے ایک مدبر کی حیثیت سے مسلمانوں کو ہندوؤں کی اس پر فریب سازش سے باخبر کیا ———— اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں واضح فرمایا کہ حکومت سے امداد لینے کی بنیاد پر ان اداروں میں ملازمت کرنا۔ یا۔ تعلیم پانا ناجائز نہیں — یونہی علوم جدیدہ۔ یا۔ انگریزی ہندی کا پڑھنا پڑھانا بھی ناجائز نہیں۔ اگر ان اداروں میں جدید علوم و فنون کو اسلامی رنگ میں پڑھایا جائے۔ تو مدد دینے میں بھی کوئی گناہ نہیں: جائز ہے [1] ————

---

[1] فتاوی رضویہ ج ۶، ۹

انگریزوں سے نفرت امام احمد رضا کو انگریزوں کے عقائد و کردار اور طور طریق کی بنیاد پر ان سے سخت نفرت تھی۔ یہاں تک کہ آپ انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام اور ان کپڑوں کو پہن کر نماز پڑھنا، قریب بحرام اور واجب الاعادہ قرار دیتے تھے۔ ـــــــ فرماتے ہیں۔

> انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام، سخت حرام، اشد حرام
> اور انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام، واجب الاعادہ
> کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھیرے تو گنہ گار، مستحق عذاب ہے[2]

شریعت کا التزام امام احمد رضا نے پوری زندگی شریعت کی خدمت اور اس کی آبیاری میں صرف کی۔ وہ خود بھی شریعت کے ڈھانچے میں پوری طرح ڈھلے ہوئے تھے اور سارے مسلمانوں کو اسی سانچے میں ڈھلا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ خلاف شرع کوئی بات گوارہ نہیں ہوتی تھی، کوئی قدم اس سے ہٹکر نہیں اٹھتا تھا۔ ہمیشہ باجماعت نماز کی پابندی کرتے۔ بیماری میں ضعف و نقاہت کی وجہ سے مسجد تک حاضری کی طاقت نہیں رہتی تو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لاتے اور لے جاتے پھر بھی جماعت ترک نہیں ہونے دیتے[3] وصال سے تھوڑی دیر پہلے اعزہ کو جو وصیت

---

[1] فتاوی رضویہ ج ۱ النصف آخر ص ۲۸۰
[2] فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۴۲۲
[3] فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۱۷۷

فرمائی اس میں بھی یہ تحریر کرایا کہ "حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو"۔ ؎۱

طریقت کی پابندی

امام احمد رضا جس طرح شریعت کا التزام کرتے تھے۔ اسی طرح طریقت کے بھی پابند تھے۔ مگر ان کی طریقت، شریعت سے بیگانہ اور جدا نہیں تھی۔ بلکہ شریعت کے التزام میں اخلاص وللّٰہیت سے عبارت تھی۔ وہ جادۂ فتویٰ پر چلنے کو "شریعت" سے تعبیر کرتے تھے اور مناہج تقویٰ کے اپنانے کو "طریقت" کا نام دیتے تھے۔ ـــــ وہ طریقت جو انسان کو شریعت سے بیگانہ کردے ان کے نزدیک "طریقت" نہیں۔ الحاد وشیطنیت تھی ؎۲ ـــــ امام احمد رضا ع "در کفے جام شریعت در کفے سندانِ عشق" کے سراپا مصداق تھے۔ ـــــ

بیعت وخلافت

امام احمد رضا ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء بعمر اکیس سال کچھ ماہ، خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی برکاتی مارہروی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اسی وقت مختلف واسطوں سے تمام سلسلوں کی خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ ؎۳

ـــــــــ

حضرت خاتم الاکابر کا معمول تھا کہ آپ اس وقت تک کسی کو خلافت واجازت عطا نہیں فرماتے تھے۔ جب تک برسوں ریاضت ومجاہدہ نہ کرا لیتے۔ امام احمد رضا کو معمول کے برخلاف بیعت ہوتے ہی اجازت وخلافت سے نوازا تو آپ کے ولی عہد حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ نے عرض کیا ـــــ حضور! آج معمول کے برخلاف اس

؎۱ وصایا شریف
؎۲ مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء
؎۳ امام احمد رضا نمبر ص ۲۳۶ از ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی

نوجوان کو اجازت و خلافت سے کیسے نواز اگیا؟ حضرت خاتم الاکابر نے فرمایا میاں صاحب! لوگ زنگ آلود قلوب لے کر آتے ہیں جن کو صاف کرنے کے لئے ان سے ریاضت و مجاہدہ کرایا جاتا ہے۔ یہ نوجوان مجلیٰ و مصفیٰ قلب لے کر حاضر ہوا تھا جسکی صفائی کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف نسبت درکار تھی۔ وہ بیعت سے حاصل ہوگئی۔ اس لئے میں نے ان سے ریاضت و مجاہدہ کرائے بغیر خلافت واجازت دے دی ——— اور میاں صاحب! یہ وہ نوجوان ہے کہ کل میدان قیامت میں خدا نے پوچھا کہ آل رسول دنیا سے کیا لے کر آئے ہو؟ تو میں اسی نوجوان کو پیش کر دوں گا۔[1] ———

جب تک خاتم الاکابر حیات ظاہری سے رہے۔ امام احمد رضا ان سے سلوک و معرفت کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور جب ان کا وصال ہوا تو خاتم الاکابر کے حسب ارشاد آپ کے سجادہ نشیں سیدنا ابو الحسین احمد نوری سے اکتساب فیوض کیا۔[2] اس طرح آپ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم سے بھی پورے طور پر بہرہ مند ہوئے۔ ———

رشد و ہدایت امام احمد رضا صرف ظاہری علوم ہی کے امام نہ تھے بلکہ باطنی علوم کے بھی وارث و امین تھے۔ اس لئے بہت سے علماء و مشائخ نے رشد و ہدایت کے سلسلہ میں بھی آپ سے فیوض پائے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ چند مشہور خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں۔ ———

(۱) شیخ محمد عبد الحی ابن شیخ کبیر عبد الکبیر فاسی محدث بلاد مغرب افریقہ (۲) شیخ محمد اسمٰعیل مکی محافظ کتب خانہ حرم شریف (۳) شیخ مصطفٰے خلیل مکی

---

[1] امام احمد رضا نمبر ص ۲۳۶ از ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی

[2] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۵

(۴) شیخ محمد مامون ایوبی مدنی ــــ (۵) شیخ اسعد دھان مکی ــــ (۶) شیخ عبدالرحمٰن ــــ (۷) شیخ محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ ــــ (۸) شیخ علی بن حسین مکی ــــ (۹) شیخ جمال بن محمد امیر مکی ــــ (۱۰) شیخ عبداللہ بن شیخ احمد ابوالخیر مکی ــــ (۱۱) شیخ عبداللہ دحلان مکی ــــ (۱۲) شیخ بکر رفیع مکی ــــ (۱۳) شیخ ابوحسین محمد مرزوقی امین الفتویٰ ــــ (۱۴) شیخ حسن عجمی ــــ (۱۵) شیخ الدلائل سید محمد سعید مدنی ــــ (۱۶) شیخ عمر المحروسی ــــ (۱۷) شیخ عمر بن حمدان مدنی ــــ (۱۸) شیخ احمد خضراوئی مکی (۱۹) شیخ ابوالحسن محمد مرزوقی ــــ (۲۰) شیخ حسین مالکی ــــ (۲۱) شیخ علی بن حسین (۲۲) شیخ محمد جمال ــــ (۲۳) شیخ صالح کمال سابق مفتی حنفیہ ــــ (۲۴) شیخ عبداللہ ــــ (۲۵) شیخ احمد ابوالخیر ــــ (۲۶) شیخ سالم حضرمی ــــ (۲۷) شیخ سید علوی ــــ (۲۸) شیخ ابوبکر بن سالم حضرمی ــــ (۲۹) شیخ محمد بن عثمان مکی ــــ (۳۰) شیخ محمد یوسف مہاجر مکی ــــ (۳۱) شیخ عبدالقادر کردی ــــ (۳۲) شیخ محمد بن سید ابی بکر ــــ (۳۳) شیخ محمد بن سید محمد مغربی ــــ (۳۴) شیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی ــــ (۳۵) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خلف اکبر ــــ (۳۶) مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خلف اصغر ــــ (۳۷) عیدالاسلام مولانا عبدالسلام جبل پوری ــــ (۳۸) ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری ــــ (۳۹) صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی ــــ (۴۰) صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی (۴۱) عالم ربانی مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی ــــ (۴۲) مولانا سید دیدار علی محدث الوری ــــ (۴۳) مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ــــ (۴۴) مولانا احمد مختار صاحب میرٹھی ــــ (۴۵) عبدالعلیم صدیقی میرٹھی وغیرہم [۱]

---

[۱] (الف) الاجازات المتینہ (ب) حاشیہ الاستمداد (ج) نعتیہ اسلام ص ۲۵۵

شعر و سخن مشہور مقولہ ہے کہ "تحقیقات علمیہ اور نازک خیالی ایک شخص میں جمع نہیں ہوتی ہیں ____ مگر امام احمد رضا اس کے برعکس جہاں ایک باریک بین و نکتہ داں محقق اور دوررس مدبر تھے، وہیں نازک خیال شاعر بھی ____ آپ نے اردو، فارسی، عربی اور ہندی چاروں زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ ہر شعر میں چاروں زبانوں کے التزام کے ساتھ یہ نعت زباں زد عوام و خواص ہے۔ ____

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِی نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

بڑے بڑے نقادان فن جیسے علامہ شمس بریلوی ____ ڈاکٹر حامد علی خاں۔ ڈاکٹر ملک زادہ منظور ____ ڈاکٹر سلام سندیلوی ____ ڈاکٹر امانت ____ ڈاکٹر نسیم قریشی ____ ڈاکٹر جمیل جالبی ____ پروفیسر مسعود احمد مظہری ____ پروفیسر فاروق احمد صدیقی ____ پروفیسر عظیم الحق جنیدی ____ کالی داس گپتا رضا نظیر لدھیانوی ____ جام بنارسی ____ ڈاکٹر وحید اشرف ____ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ____ مرید احمد چشتی ____ عبدالنعیم عزیزی وغیرہم نے آپ کے کلام کو تنقید کے تمام معیاروں پہ پرکھا ہے اور برملا اعتراف کیا ہے کہ امام احمد رضا کی شاعری میں جملہ فنی محاسن پائے جاتے ہیں۔ ____

غالب کی طرف داری کا الزام نہ ہو تو عرض کروں کہ امام احمد رضا کی شاعری میں فن کے اتنے ہمہ جہتی محاسن اور خوبیاں موجود ہیں کہ شاید کسی اور استاذ سخن کے کلام میں یکجا ملیں۔ ____

میرؔ کو غزل کا ناخدا کہا جاتا ہے۔ مگر دوسرے اصناف سخن میں ان کو کیا درک

تھا وہ سب پر روشن ہے ــــــ سودا کو قصیدہ کا بادشاہ مانا جاتا ہے ــــــ مگر ان کی غزلیں دوسرے درجہ کے معیار ہی پر اتر سکیں ــــــ میر حسن کا رتبہ ان کی مثنوی گوئی تک محدود ہے ــــــ غالب نے بھلے ہی غزل کے ساتھ ساتھ دوسرے اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے ــــــ مگر وہ ان میں کتنا کامیاب رہے، غالب بھی سمجھتے تھے اور ان کے پرستار و ناقدین بھی سمجھتے ہیں ــــــ اس کے برعکس امام احمد رضا کو دیکھئے تو وہ تمام اصناف سخن میں یکساں داد سخن دیتے نظر آیں گے ــــــ غزلیات کے میدان میں وہ میر و غالب اور مومن کے ہم پلہ معلوم ہوتے ہیں، تو مثنوی نگاری میں میر حسن کے ہم دوش۔ ان کے قصائد کو دیکھئے تو وہ کسی طرح بھی سودا کے قصائد سے کم رتبہ نہیں ہیں ــــــ یہی حال قطعات و رباعیات وغیرہ کا بھی ہے ــــــ اور جو چیز خصوصیت کے ساتھ ان کو تمام شعراء سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کے خالص نعت و منقبت کا موضوع ہے جس کی دونوں جانب متعین حدیں ہیں۔ جس سے آگے بڑھنے کی گنجائش ہے نہ پیچھے ہٹنے کا موقع ــــــ جب کہ دوسروں نے ان موضوعات کو اپنی جولان گاہ بنایا ہے جن کا کوئی اور ہے نہ چھور۔ ــــــ

امام احمد رضا کی بارگاہ علم و فضل میں بیشتر ہم عصر علمائے عرب و عجم نے اپنی اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا خراج پیش کیا ہے۔ ان سب کو یکجا کیا جائے تو کئی جلدیں تیار ہوں گی۔ نمونہ کے طور پر چند علمائے عرب کی تحریروں کے اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

(۱)

الشیخ العلماء مفتی شافعیہ حضرت مولانا محمد سعید بابصیل مکہ مکرمہ

العلامة الکامل والجھبذ الذی عن دین نبیه یجاھد ویناضل اخی وعزیزی الشیخ احمد رضا خان ــــ علامۂ کامل، استاذ ماہر، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جنگ و جہاد کرنے والے، میرے بھائی میرے معزز حضرت احمد رضا خاں

(۲)

الشیخ الکبیر مولانا ابوالخیر احمد میرداد ــ مکہ مکرمہ

العلامة الفاضل، الذی بتنویر ابصارہ یحل المشاکل والمعاضل المسمی باحمد رضا خاں قد وافق اسمه مسماہٗ وطابق درر الفاظه جوھر معناہ، فھو کنز الدقائق، المنتخب من خزائن الذخیرة، وشمس المعارف المشرقة فی الظھیرة، کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر، یحق لکل من وقف علیٰ فضله ان یقول کم ترك الاول للآخر

وانی وان کنت الاخیر زمانہ لآت بمالم تستطعہ الاوائل
ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

علامہ فاضل، اپنی باریک بین نگاہوں سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرنے والے، احمد رضا خاں جو اسم با مسمیٰ ہیں۔ ان کے الفاظ کے موتی جواہر معنی کے مطابق ہیں۔ باریکیوں کا خزانہ۔ محفوظ گنجینوں سے منتخب۔ دوپہر کو چمکتے ہوئے معرفت کے سورج۔ علموں کی مشکلات ظاہر و باطن کو دور فرمانے والے۔ ان کے فضائل سے واقف کار شخص کے لئے یہ کہنا بجا ہے کہ اگلے، پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔

یہ اگرچہ زمانہ کے لحاظ سے متاخر ہیں۔ مگر وہ باتیں پیش کر رہے ہیں جو متقدمین نے بھی پیش نہیں کیں۔ اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ کائنات کو شخص واحد میں جمع فرما دے۔ ـــــــ

(۳)

حضرت علامہ شیخ صالح کمال سابق مفتی حنفیہ۔

العالم العلامۃ بحر الفضائل وقرۃ عیون العلماء الاماثل، مولانا الشیخ المحقق برکۃ الزمان احمد رضا خان ...... الامام المقدام

عالم، علامہ، فضائل کے دریا۔ علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ زمانے کی برکت حضرت مولانا محقق احمد رضا خاں، امام، پیشوا۔ ـــــــ

(۴)

حضرت مولانا شیخ علی بن صدیق کمال ـــــ

النجم الساطع، والبدر الناجع فی ھذا الزمان الفاجع الواجع ...... الشیخ الکبیر، والعلم الشھیر مولانا وقدوتنا احمد رضا

خان البریلوی ۔ بلند ستارہ ۔ اس گھبراہٹ اور درد کے زمانہ میں فائدہ مند دوا ۔ استاذ معظم ۔ معروف نامور ۔ ہمارے سردار و پیشوا ۔ احمد رضا خاں بریلوی ۔

(۵)

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکیؒ

العلامۃ الحبر الطمطام، المقوال المفضال المنعام، النکر البحر الہمام الاریب اللبیب القمقام، ذو الشرف والمجد المقدام، الذکی الزکی الکرام، مولانا الفہامۃ الحاج احمد رضا خان، کان اللہ لہ اینما کان ۔ علامہ عالم جلیل ۔ دریائے ذخار، ابو الکلام، بہت زیادہ فضل واحسان والے، دلیر، بلند ہمت دریا، ذہین ۔ دانشمند ۔ بحر ناپیدا کنار ۔ شرف وعزت کے مالک ۔ سبقت والے ۔ ذکی، ستھرے، کرم والے، ہمارے آقا، بڑے سمجھدار، حاجی احمد رضا خاں، جہاں رہیں اللہ ان کا ہو ۔

(۶)

حضرت مولانا سید اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم

العالم العامل، والفاضل الکامل، صاحب المناقب والمفاخر، مظہر کم ترک الاول للآخر، فرید الدھر، وحید العصر مولانا الشیخ احمد رضا خان کیف لا وقد شھد لہ علماء مکۃ بذلک ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذلک، بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا ۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ۔ ان یجمع العالم فی واحد

عالم باعمل، فاضل کامل ۔ صاحب مناقب ومفاخر ۔ اس مثل کے مظہر کہ اگلے پچھلوں

کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ یکتائے زمانہ۔ اپنے وقت کے یگانہ۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں .... وہ کیوں نہ ایسے ہوں جب کہ علماءِ مکہ ان کے فضائل کی گواہی دیرہے ہیں۔ اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتے تو مکہ کے علماء ان کے تعلق سے یہ گواہی نہ دیتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ تو بلا شبہ حق و صحیح ہے۔ خدا کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ کائنات کو ایک شخص میں جمع فرمادے

(۷)

حضرت مولانا سید ابوالحسین مرزوقی امین الفتوی

العالم العلامة والحبر البحر الفهامة، ذی المزایا الغزیرة، والفضائل الشهیرة، والتالیف الکثیرة، فی اصول الدین وفروعه ومفردات العلم وجموعه، ولاسیما فی الرد علی المبطلین، من المبتدعة المارقین، وقد کنت سمعت بجمیل ذکره، وعظیم قدره، وتشرفت بمطالعة بعض مصنفاته، التی یضیئ الحق بها من نور مشکاته، فنزت محبته بقلبی، واستقرت بخاطری ولبی، والاذن تعشق قبل العین احیانا، فلما من الله تعالیٰ بهذا الاجتماع ابصرت من اوصاف کمالاته ما یستطاع، ابصرت علم علم العالی المنار، وبحر معارف تتدفق منه المسائل کالانهار، صاحب الذکا الرائع حامل العلوم الذی سد بها الذرائع، المطیل بلسانه فی حفظ تقریر علوم الشرائع، المستولی علی الکلام والفقه والفرائض المحافظ بتوفیق الله تعالیٰ علی الاداب والسنن والواجبات والفرائض، استاذ العربیه والحساب، بحر المنطق الذی تکتسب منه الالیه

اسی اکتساب، مسھل الوصول الیٰ علم الاصول، حضرۃ مولانا العلامۃ الفاضل المولوی البریلوی الشیخ احمد رضا۔ بڑے عالم۔ بہت زیادہ علم کے عظیم الفہم دریا۔ وافر فضیلتوں کے مالک، واضح بڑائیوں سے متصف۔ دین کے اصول و فروغ میں اور متفرق و مجموع موضوعات بالخصوص دین سے نکل جانے والے بدمذہبوں کے رد میں بہت سی کتابوں کے مصنف۔ میں نے ان کا ذکر خیر اور عظیم منزلت کا چرچا پہلے ہی سن رکھا تھا۔ اور ان کی بعض تصنیفات (جن کے نور قندیل سے حق آشکار ہے) کے مطالعہ سے بھی مشرف تھا، جس سے ان کی محبت میرے قلب وجگر میں جاگزیں تھی۔ عشق تو کبھی کبھی دیدار کے بغیر محض تذکرہ سے بھی ہو جایا کرتا ہے۔ بہر حال جب اللہ کا کرم ہوا اور ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کے اندر وہ کمالات دیکھے جن کو بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے ان کو علم کا ایسا بلند پہاڑ دیکھا جس کے نور کا ستون بہت رفیع ہے۔ معرفتوں کا ایسا دریا پایا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں۔ سیراب ذہن والے۔ ایسے علوم کے حامل جن سے گمرہی کے ذرائع مسدود ہوتے ہیں۔ علوم دینیہ کے اثبات کی حفاظت میں مضبوط سخنور۔ علم کلام، فقہ اور فرائض پر حاوی و غالب۔ توفیق الٰہی سے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کے پابندی سے عامل عزیمت و حساب کے ماہر۔ منطق کے ایسے سمندر جس سے موتی حاصل کئے جائیں۔ علم اصول تک رسائی کو آسان کر دینے والے۔ حضرت مولانا علامہ فاضل بریلوی احمد رضا۔

(۸)

مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید، امین الفتویٰ۔

الفاضل العلامۃ، والراحلۃ الفھامۃ الشیخ احمد رضا۔ حضرت احمد رضا ایسے عظیم فہم والے فاضل علامہ کہ دور دراز سے سفر کر کے ان کے استفادہ کے لئے

پہونچا جائے تو بجا۔

⑨

حضرت مولانا شیخ عابد بن حسین سابق مفتی مالکیہ۔

وفق الله لاحياء دينه القويم فى هذا القرن ذى الفتن والشر العميم من اراد به خيرا من ورثة سيد المرسلين سيد العلماء الاعلام وفخر الفضلاء الكرام سعد الملة والدين احمد السير والعدل الرضا فى كل وطر العالم العامل ذو الاحسان حضرة المولى احمد رضا خاں۔ علمائے مشاہیر کے سردار، معزز فاضلوں کے مایۂ افتخار، دین اسلام کی سعادت، محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل، عالم باعمل، احسان فرمانے والے آقا۔ حضرت احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ نے اس فتنوں اور عالمگیر شر کے زمانہ میں ان کو دین متین کے زندہ کرنے کی توفیق دی۔ اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔

⑩

حضرت مولانا علی بن حسین مالکی۔

ذا خبرة مولى المعارف والهدى ۔۔۔ رب البلاغة من به الدنيا زهت
ذا عفة ذا حرمة عند الملا ۔۔۔ ذا فطنة منها العلوم تفجرت
شرح المقاصد فهو سعد الدين ۔۔۔ بذ كائه شرح المواقف فانجلت
عضد الهداية فخرنا محمود فعل زانه كشاف اى احكمت
ابدى معانى المشكلات بيانه ۔۔۔ ببديع منطقة الجواهر نظمت
ايضاحه بدلائل الاعجاز اسرار البلاغة منه حقا اسفرت
محى علوم الدين احمد سيرة ۔۔۔ عدل رضا فى كل نازلة عرت

مولى الفضائل احمد المدعو رضا　　خان البريلي من به الخلق اهتدت

ذی علم، معارف و ہدایت کے والی، بلاغت کے مالک، دنیا کو ان پر ناز ہے لوگوں کی نگاہ میں عفت و حرمت والے، ایسی فطانت کے مالک جس سے علوم کے چشمے رواں ہیں۔ انہوں نے مقاصد کی شرح کی تو وہ سعد الدین ہوئے۔ اپنی دانائی سے مواقف کی روشن شرح کی۔ عضد ہدایت، ہمارے فخر، پسندیدہ افعال والے، قرآن محکم کے کشاف، ان سے مشکلات کے معانی واضح ہوئے۔ ان کا بیان ایسا بدیع ہے جس کی لڑیاں جواہرات کی زینت ہیں۔ ان کی وضاحت دلائل اعجاز کے ساتھ ہوتی ہے۔ ان سے بلاغت کے اسرار بالیقیں واضح ہیں۔ دینی علوم کے زندہ کرنے والے، اچھی سیرت کے مالک، ہر نو پید مسئلہ میں فیصلہ فرمانے والے رضا، فضائل کے مالک احمد رضا خاں بریلوی جن سے مخلوق کو ہدایت ملی ہے۔

(۱۱)

مولانا شیخ اسعد بن احمد دحان مدرس حرم شریف۔

نادرة الزمان، ونتيجة الاوان، العلامة الذى افتخرت به الاواخر على الاوائل والفهامة الذى ترك بتبيانه سحبان باقل۔ نادر روزگار، خلاصۂ لیل ونہار، وہ علامہ جن کی وجہ سے متاخرین متقدمین پر فخر کرتے ہیں۔ جلیل الفہم جنہوں نے اپنے واضح بیان سے سحبان کو بے زبان کر دیا۔

(۱۲)

حضرت سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ

العلامة النحرير والعلم الشهير، ذو التحقيق والتحرير، والتدقيق والتحبير عالم اهل السنة والجماعة، جناب الشيخ احمد رضا

خاں ادام اللہ توفیقہٗ وارتفاعہ۔ علامہ کامل، ماہر مشہور، صاحب تحقیق و تنقیح وتدقیق وتزئین، عالم اہل سنت جناب حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ ان کی توفیق و بلندی ہمیشہ رکھے۔

کچھ غیر جانبدار حضرات کے تاثرات سے بھی حقائق کا اندازہ لگایئے

(۱)

مولینا خلیل الرحمٰن بن مولانا احمد علی سہارن پوری

۱۳۰۳ھ میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے تاسیسی جلسہ میں علمائے سہارنپور، لاہور، کانپور، رام پور، بدایوں کی موجودگی میں حضرت محدث سورتی کی خواہش پر اعلیٰ حضرت نے علم الحدیث پر متواتر تین گھنٹوں تک پر مغز و مدلل کلام فرمایا۔ جلسہ میں موجود علمائے کرام نے ان کی تقریر کو استعجاب کے ساتھ سنا اور کافی تحسین کی ——— مولانا خلیل الرحمٰن بن مولانا احمد علی سہارنپوری نے تقریر ختم ہونے پر بے ساختہ اٹھ کر اعلیٰ حضرت کی دست بوسی کی اور فرمایا۔

"اگر اس وقت والد ماجد ہوتے تو وہ آپ کے تبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے اور انہیں اس کا حق بھی تھا۔"[1]

(۲)

مولینا حکیم عبدالحی والد مولانا ابوالحسن علی ندوی

برع فی العلم وفاق اقرانہ فی کثیر من الفنون لا سیما الفقہ والاصول

بیشتر علوم وفنون خصوصاً فقہ واصول میں اپنے معاصرین پر فائق[2]

---

[1] ماہنامہ القول السدید لاہور ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۲۶۷

[2] نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر ج ۸ بعنوان "المفتی احمد رضا البریلوی"

(۳)

علامہ اقبال

ہندوستان کے دور آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسا طباع اور ذہین، فقیہ پیدا نہیں ہوا میں نے ان کے فتاوے کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاوی ان کی ذہانت۔ فتانت، جودت طبع، کمال فقاہت، علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ تھے۔[۱]"

(۴)

پروفیسر محمد ایوب قادری کراچی

"اگرچہ فاضل بریلوی تمام علوم متداولہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ مگر فقہ میں ان کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ ان کی فقہی جامعیت کا اندازہ ان کے فتاویٰ سے ہوتا ہے[۲]

---

[۱] امام احمد رضا نمبر ص ۵۵۹

[۲] مقالات رضا حصہ دوم ص ۷۲

کہتے ہیں الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ دشمن کی گواہی لاکھ پہ بھاری ہوتی ہے۔ ہزار اختلافات کے باوجود تعلیم یافتہ مخالفین کے پیہم اعترافات بھی پڑھیے

(۱)

مولانا محمد شبلی نعمانی

مولانا احمد رضا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا صاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھی ہیں۔ [۱]

(۲)

مولانا اعجاز علی دیوبندی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دیوبندی ہیں اور بریلی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ___ مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے۔ کیوں کہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو جسے ہم آج تک بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال، علو ہمت، عالم دین، صاحب فکر و نظر پایا ہے آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں۔ بلکہ ہم آہنگ ہیں۔ لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔ [۲]

---

[۱] ماہنامہ الندوہ اکتوبر ۱۹۱۴ء ص ۱۷ بحوالہ القول السدید ص ۲۶۴

[۲] رسالہ النور تھانہ بھون بحوالہ "القول السدید" ص ۲۶۱

(۳)

مولانا محمد انور شاہ ___ کشمیری

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو بریلوی حضرات کے سرگروہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔ [۱]

(۴)

مولانا سیّد سلیمان ندوی

"اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہوکر رہ گئیں۔ حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی مرحوم کی ہیں جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں۔ اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں ___ مگر آج پتہ چلا کہ نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں۔ بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے۔ اس قدر گہرائی تو میرے استاذ مکرم جناب مولانا شبلی صاحب اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت علامہ شبیر حسن عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں [۲]"

---

[۱] رسالہ دیوبند ص ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ بحوالہ "القول السدید" ص ۲۶۲

[۲] ماہنامہ ندوہ اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷ بحوالہ "القول السدید" ص ۲۶۳

(۵)

مولانا شبیر احمد عثمانی

"وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے [۱]"

(۶)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

مولانا احمد رضا صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں [۲]

(۷)

مولانا ابوالحسن علی ندوی

کان عالما متبحرا کثیر المطالعة واسع الاطلاع، لہ قلم سیال وفکر حافل فی التالیف، .... یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ ویشہد بذلک مجموع فتاویہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" الذی الف فی مکة .... وکان راسخا طویل الباع فی العلوم الریاضیة والہیئة والنجوم والتوقیت والرمل والجفر شارکا فی اکثر العلوم۔

وہ ایک متبحر عالم تھے جن کی معلومات وسیع اور مطالعہ بہت زیادہ تھا وہ ایک رواں دواں قلم اور تالیف وتصنیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ فقہ حنفی اور اس کے جزئیات سے آگاہ ان کے زمانے میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ جس پر ان کا مجموعہ

---

[۱] رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ بحوالہ "القول السدید" ص ۲۶۲

[۲] مقالات یوم رضا حصہ دوم ص ۴۰

فتاوی اور کتاب "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" شاہد ہے، جو مکہ میں تحریر کی گئی۔ وہ علوم ریاضی، ہیئت، نجوم اور توقیت پر حاوی تھے۔ رمل اور جفر میں بھی درک تھا۔ دوسرے بہت سے علوم میں بھی ان کا حصہ تھا۔ ۱؎"

(۸)

مولانا معین الدین ندوی

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم اس دور کے صاحب علم و نظر علماء مصنفین میں تھے۔ دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی۔ مولانا نے جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف، موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں ۲؎

(۹)

جناب ملک غلام علی نائب مودودی

حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاوی کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔ اور عشق خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے ۳؎

۱؎ نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر ج ۸ بعنوان " المفتی احمد رضا البریلوی۔

۲؎ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ ستمبر ۱۹۴۹ء بحوالہ " امام احمد رضا نمبر ص ۵۶۱

۳؎ ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء بحوالہ فتاوی رضویہ ج ۴ بعنوان عرض ناشر

(۱۰)

ماہنامہ "معارف"، اعظم گڈھ

مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم اپنے وقت کے زبردست عالم، مصنف اور فقیہ تھے۔ انہوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں۔ قرآن کا ایک سلیس ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ ہزارہا فتووں کے جوابات بھی انہوں نے دیئے ہیں۔ ان کے بعض فتوے کئی کئی صفحے کے ہیں فقہ اور حدیث پر ان کی نظر بڑی وسیع ہے [1]

[1] معارف اعظم گڈھ فروری ۱۹۶۲ء بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۴ بعنوان "عرض ناشر"

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کسی رواج یا فتنہ برائی سے لوگوں کو براہ راست روکنے میں وہ اثر نہیں ہوتا ہے جو اس کے برے ہونے کا احساس دلانے میں ہوتا ہے ـــــــ پھر یہ احساس دلانا بھی وعظ و نصیحت کے معروف طریقہ سے ہٹ کر نادر اور اچھوتے انداز میں ہو، تو اثر دوبالا اور دیرپا ہو جاتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ علے میں یہی راز پنہاں ہے ـــــــ

یہودیوں میں کھلے عام ننگے نہانے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے کا رواج عام تھا ـــــــ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے الگ تنہائی میں نہاتے تھے۔ تو یہودی بجائے اس کے کہ اثر قبول کرتے، آپ کا مذاق اڑانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ان کو ہائیڈروسل کی بیماری ہے۔ اس لئے وہ ہمارے ساتھ ننگے نہانے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ ـــــــ

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کپڑے اتار کر پتھر پہ رکھ دیئے۔ اور دریا میں نہانے لگے۔ پتھر میں قدرت کی طرف سے جان آگئی اور وہ کپڑے لے کر آبادی کی طرف دوڑ پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نگاہ پڑی تو اس خیال سے پریشان ہو اٹھے کہ پتھر سے کپڑے نہیں لئے گئے تو لوگوں کے سامنے کس طرح جاؤں گا؟ ـــــــ

علے اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو پ ۱۴ النحل آیت ۱۲۵

بتیا بانہ "اے پتھر! میرے کپڑے ۔ اے پتھر! میرے کپڑے ۔ کہتے ہوئے اس کے تعاقب میں دوڑ پڑے ۔ اور یہ بات ذہن سے محو ہو گئی کہ ستر کھلا ہوا ہے ۔ نتیجۃً لوگوں نے آپ کو کھلے ستر دیکھ لیا ، جس سے ان کو احساس ہوا کہ آپ ہائیڈروسیل کے مریض نہیں ہیں۔ بلکہ کھلے عام ننگے نہانا اور ایک دوسرے کا ستر دیکھنا برا ہے ، اس لئے آپ اس سے احتراز فرماتے ہیں ۔

وکانت الحکمۃ فیہ ان بنی اسرائیل کانوا یغتسلون عراۃ ینظر بعضھم الیٰ سوءۃ بعض وکان موسیٰ علیہ السلام یغتسل وحدہ فقالوا واللہ ما یمنع موسیٰ ان یغتسل معنا الا انہ آدر .... فذھب یغتسل مرۃ فوضع ثوبہ علیٰ حجر ففر الحجر بثوبہ فجمع موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ، ثوبی یا حجر ۔ ولم یدرکہ موسیٰ علیہ السلام حتیٰ فر الحجر علیٰ ملأ من بنی اسرائیل فنظروا الیٰ سوءۃ موسیٰ علیہ السلام فقالوا واللہ ما بموسیٰ من بأس فبرأ اللہ تعالیٰ موسیٰ بسبب فرار ذلک الحجر مما رموہ بہ من الادرۃ فوقف الحجر بعد ما نظروا الیہ فاخذ ثوبہ [1]

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اضطراراً کھلے ستر ہی پتھر کے تعاقب میں نہ چلے گئے

---

[1] شیخ زادہ علی البیضاوی ص

ہوتے تو یہودیوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں، اور وہ اپنے برے کرتوت کی برائی کا احساس نہیں کر پاتے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْاؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًاؕ

اے ایمان والو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات سے جو انہوں نے کہی، اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے [1] (کنز الایمان)

اسلام میں غیر محرم عورتوں کو استثنائی حالات کے سوا بالقصد دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔ حدیث میں اسے "آنکھوں کا زنا" بتایا گیا ہے۔ خصوصاً طوائفوں کو دیکھنا جو طرح طرح کے بناؤ سنگار اور دلفریب اداؤں کے ساتھ لوگوں کو گناہ کی دعوت دیتی ہیں، اور اپنے دام میں لانے کی کوشش کرتی ہیں۔ جس سے کتنے ہی پیران فرتوت کے ہاتھوں سے تقدس کی تسبیحیں گر جاتی ہیں۔ کتنے ہی زاہدان صد سالہ خراب ہو کر مسجدوں سے باہر نکل آتے ہیں۔

پڑھتے ہی فاتحہ جو وہ اک سمت پھر گئی
اک پیر کے تو ہاتھ سے تسبیح گر گئی

ماہ من در نیم شب چوں بے حجاب آید بروں
زاہد صد سالہ از مسجد خراب آید بروں

امام احمد رضا ایک شرعی گھرانے کے ہونہار فرزند تھے۔ آپ کی گھٹی میں یہ

---

[1] پ ۲۲ س احزاب آیت ۶۹

بات ڈال دی گئی تھی کہ "غیر محرم عورتوں کو بالقصد دیکھنا گناہ ہے"۔ بعض روایات کے مطابق ایک مرتبہ تقریباً ساڑھے تین سال کی ننھی عمر میں، جب ستر پوشی فرض نہیں۔ اور بچے عموماً بے ستر ہی رہتے ہیں۔ ایک لمبا سا کرتا پہنے ہوئے تھے۔ دروازہ سے باہر قدم نکلا تو سامنے سڑک سے گذرتی ہوئی طوائفوں کے ایک گروہ پہ نگاہ پڑ گئی۔ اضطراراً کُرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ طوائفوں نے دیکھا تو مسکرا پڑیں اور کہا۔ واہ صاحبزادے! نظر چھپالی اور ستر کھول دیا۔ ننھے بچے نے جواب دیا۔ ___

> نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے۔ جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ میں نے نظر ہی بند کر لی تاکہ دل اور پھر ستر بہکنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو۔

طوائفیں ننھے بچے کی زبانی یہ جواب سن کر سکتے میں آگئیں۔

اگر امام احمد رضا اضطراراً کرتے کا دامن اٹھا لینے کے بجائے ہاتھوں ہی سے آنکھیں بند کر لیتے تو طوائفوں کو اس تمسخر آمیز سوال کا موقع نہیں ملتا۔ اور وہ ننھے بچے کے اس بلیغ جواب سے آشنا ہو کر اپنے کرتوت کی برائی کا صحیح احساس نہیں کر پاتیں

مگر برا ہو چشم بد اندیش کا جس میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے۔ ؎ ___

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ___ عیب نماید ہنر درنظرش

کچھ مخالفین آپ کے اضطراراً کرتے کا دامن اٹھا لینے، اور اس بلیغ انداز ہدایت کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

تین سال کا بچہ طوائفوں کی زندگی کے بارے میں اتنی گہری واقفیت رکھتا ہوگا کہ "نظر بہکنے" اور "ستر بہکنے" جیسے الفاظ زبان سے نکالے ——— کس قدر غلط ہے یہ انداز کہ صرف ایک بڑا سا کرتا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ لکھ کر یہ تاثر دینا کہ اعلیٰ حضرت بچپن میں ستر چھپانے کے معاملہ میں عام بچوں کے مقابلہ میں کوئی امتیازی خصوصیت نہیں رکھتے تھے۔ پھر اسی لمحہ ان کی زبان سے ایسی بات کہلوانا جو امام احمد رضا کو ماہر دینیات کے بجائے ماہر جنسیات پوز کرے۔

کیا اس طرح یہ حضرات امام احمد رضا کے پردے میں خدا کے یہاں وجاہت رکھنے والے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق نہیں اڑا رہے ہیں؟ پھر جبکہ یہ امام احمد رضا کے بچپنے کا واقعہ ہے، جب آپ مکلف نہیں تھے۔ اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کا واقعہ جب آپ نہ صرف یہ کہ مکلف تھے بلکہ منصب نبوت کی عظیم ذمہ داری بھی آپ کے سر تھی۔

تاریخ اسلام کا ورق ورق گواہ ہے کہ یہودی ہمیشہ ہی اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن رہے ہیں۔

> لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ آمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔ ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے [۱] (کنزالایمان)

لیکن کھلے عام کچھ نہ بگاڑ سکے تو دکھاوے کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا، اور افتراق و انتشار پھیلانے کی کوشش کی۔ ابتداءً تو کچھ زیادہ نہ چلی مگر جب حضرت عثمان غنی کی خلافت کا زمانہ آیا۔ تو مضبوط ہوئے اور مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں خوارج کی شکل اختیار کرلی۔ بالآخر مولائے کائنات نے ان سے جہاد فرمایا۔ جس سے کچھ تو قتل ہوئے، اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے مطابق یہی بھاگے ہوئے خوارج نجد سے وہابیت کی صورت میں نمودار ہوئے۔

> کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین [۲]

تو حضرت مولائے کائنات اور آپ کی اولاد و خاندان اہلبیت رسالت سے ان کی دشمنی کوئی نئی نہیں۔ بہت پرانی ہے۔ یہ لوگ اس بات کو کبھی گوارہ نہیں کر سکتے کہ مسلمان اپنے

---

[۱] پ ۷ س مائدہ آیت ۸۲
[۲] ردالمحتار ج ۴ ص ۲۶۲ باب البغاۃ

بچوں کے نام اہل بیت رسالت اور خاندان مرتضوی کے مقدس افراد کے ناموں کے مطابق رکھیں۔

حضرت سیّدنا موسیٰ کاظم، سیّدنا علی رضا، سیّدنا علی نقی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہلبیت رسالت و خاندان مرتضوی کے وہ نفوس قدسیہ ہیں، جن کا علم و فضل، تقدس و طہارت، تقویٰ و بزرگی اور امامت و سیادت تمام اہل سنت کے نزدیک مسلّم ہے۔ شجرۂ نسب ملاحظہ ہو۔ ——

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

↓

مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

↓

سیّدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

↓

سیّدنا امام علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

↓

سیّدنا امام احمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

↓

سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

↓

سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

↓

سیّدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ← سیّدنا علی نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ← سیّدنا علی تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد رضا کے آباؤ اجداد کے نام ان ہی پاک ہستیوں کے مبارک ناموں کے مطابق ہیں تو خوارج کے متبعین تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

> سوءِ اتفاق سے نقی علی، رضا علی اور کاظم علی جیسے نام سنیوں میں رائج نہیں ہیں، بلکہ عموماً شیعہ حضرات ہی کے یہاں اس طرح کے نام ہوتے ہیں۔ کوئی شخص شک میں پڑ سکتا ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت شیعہ خاندان کے پروردہ تھے۔ ـــــ

اگر ان حضرات کے بقول اہل بیت رسالت اور خاندان مرتضوی کے ان پاکباز و پاک طینت افراد کی محبت میں ان کے ناموں کے مطابق نام رکھنا ہی شیعہ ہونا ہے تو ہم ایسی شیعیت پر سنیت کے پردے میں رہنے والی ہزار خارجیت قربان کرتے ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے امام شافعی نے۔ ـــــ

لو کان رفضاً حب آلِ محمد
فلیشهد الثقلان انی رافضی

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محبت کرنا ہی رافضی ہونا ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں اس معنیٰ کر ضرور رافضی ہوں [1]

---

[1] الشرف المؤبد ص ۸۸

جس آدمی کی رنگت خالص سفید ہو، اس کو اردو میں گورا چٹا، سفید فام
عربی میں ابیض امہق، شدید البیاض کہتے ہیں۔

اسی طرح سیاہ و سفید ۔ یا ۔ سیاہ و سرخ کے مابین ہو، تو اردو میں سانولہ، گہرا گندمی ــــــــ عربی میں آدم، اسمر، شدید السمری کہتے ہیں۔

لیکن خالص سفید ۔ یا ۔ سیاہ و سرخ کے مابین نہ ہو کر سرخ و سفید کا حسین امتزاج ہو، تو اردو میں سفید و سرخ، سرخ و سفید، چمکدار گندمی، سرخی مائل گندمی، پر ملاحت گندمی، خوبرو، زیبا ــــــــ عربی میں ابیض مشرب، ازہر اللون، اسمر اللون، ابیض ملیح، ظاہر الوضاءۃ، وسیم، قسیم کہتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کا رنگ نہ تو خالص سفید تھا، نہ ہی سیاہ و سفید ۔ یا ۔ سیاہ و سرخ کے مابین ــــ بلکہ ــــ آپ کا رنگ ــــ

سفید سرخ تھا[1] ــــ گندمی پُر ملاحت سرخی مائل تھا[2] ــــــــ

چمکدار تھا نہ خالص سفید اور نہ نرا گندمی[3] ــــــــ

خوبرو زیبا[4] ــــ کان ابیض مشرب .... المشرب

---

[1] سیرت النبی ج ۲ ص ۱۹۸
[2] تاریخ اسلام ص ۲۴۹
[3] ترجمہ تجرید البخاری ص ۶۵۵
[4] رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۸۸

الذی فی بیاضه حمرة[1] ــــ ازهر اللون لیس بابیض امهق ولا آدم[2] ــــ المراد لیس بالابیض شدید البیاض ولا بالآدم شدید الادمی و انما خالط بیاضه الحمرة والعرب قد یطلق علی من کان کذلک اسمر ولهذا جاء فی حدیث انس عند احمد والبزار وابن منده باسناد صحیح وصححه ابن حبان ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اسمر[3] ــــ اسمر اللون[4] ــــ کان ابیض ملیحاً[5] ــــ کان ابیض ملیح الوجه[6] ظاهر الوضاءة، وسیم، قسیم[7]

اسی لئے صحابہ کرام برملا کہتے ـــــــــــــــ

احسن الناس وجہاً۔ سب سے زیادہ خوبصورت[8] ــــ احسن من القمر۔ چاند سے زیادہ حسین[9] ــــ

مگر برا ہو کور بینی و دروغ گوئی کا۔ ابوجہل آپ کو دیکھتا، تو زشت رو اور بدصورت کہتا ــــ

---

[1] شمائل ترمذی ص ۱
[2] بخاری ج ۱ ص ۵۰۲۔ شمائل ترمذی ص ۱
[3] حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۰۲ عن فتح الباری
[4] شمائل ترمذی ص ۱
[5] مسلم ج ۲ ص ۲۵۸۔ شمائل ترمذی ص ۲
[6] مسلم ج ۲ ص ۲۵۸
[7] زاد المعاد ج ۱ ص ۲۰۷
[8] بخاری ج ۱ ۵۰۲۔ مسلم ج ۲ ص ۲۵۸
[9] شمائل ترمذی ص ۲

دید بو جہلے محمّد راوگفت ــــ زشت روئے در بنی ہاشم شگفت[1]

ہر چند کہ بزرگی کا مدار بدن کی رنگت پر نہیں۔ علم و فضل اور تقویٰ و طہارت پر ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان[2] (کنز الایمان)

اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ــــ اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں[3] ــــ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ــــ

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے[4] ــــ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لا فضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی ولا لابیض علیٰ اسود ولا لاسود علیٰ ابیض الا بالتقویٰ

عربی کو عجمی پر۔ عجمی کو عربی پر۔ کالے کو گورے پر۔ گورے کو کالے پر فضیلت نہیں۔ ہاں! فضیلت اسے ہے۔ جو متقی ہو[5] ــــ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبش کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بدن کی

---

[1] مثنوی مولانا روم
[2] پ ۲۳ س زمر آیت ۹
[3] پ ۱۰ س انفال آیت ۳۴
[4] پ ۲۶ س حجرات آیت ۱۳
[5] زاد المعاد ج ۲ ص ۱۸۵

رنگت سیاہ تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ تمام مسلمانوں کے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے، اور خدا کے مقرب بندے تھے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے ــــــ

بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے
چشم بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

پھر بھی خدائے احسن الخالقین نے امام احمد رضا کو سرخ وسفید، چمکدار گندمی رنگت عطا فرمائی تھی۔ خوبرو اور زیبا بنایا تھا ــــــ جناب ڈاکٹر عابد علی احمد صاحب اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں

حضرت والا بلند قامت، خوبرو اور سرخ وسفید رنگ کے مالک تھے[۱]

حضرت مولانا نسیم بستوی لکھتے ہیں۔

آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا[۲]

مشہور ادیب ونقاد نیاز فتحپوری اپنا آنکھوں دیکھا لکھتے ہیں

ان کا نور علم ان کے چہرے بشرے سے ہویدا تھا۔ فروتنی، خاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا[۳] ــــــــــــــــ

مگر ابوجہل کے متبعین، نبی ملیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس سچے فدائی اور وارث ونائب، امام احمد رضا کو زشت رو اور بدصورت ثابت کرنے کی جدوجہد میں کور بینی ودروغ گوئی کا کوئی دقیقہ باقی رہنے نہیں دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہزاروں ہزار کی تعداد

---

۱ مقالات یوم رضا ج ۳ ص ۱۷
۲ مجدد اسلام (اعلیٰ حضرت) ص ۲۰
۳ افتتاحیہ خیابان رضا ص ۱۷

میں چھپ کر ملک و بیرون ملک پھیلی ہوئی کتابوں کی روشن عبارتوں میں تحریف و تبدیل کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے ہیں ـــــ مولانا نسیم بستوی نے اپنی کتاب مجدد اسلام (اعلیٰ حضرت) میں لکھا ہے

آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا

لیکن ابوجہل کے نقش قدم پر چلنے والے لکھتے ہیں

سوانح نگاروں کا فرض ہے کہ وہ عوام کے ذوق ورجحان کا خیال رکھتے ہوئے حالات زندگی مرتب کریں۔ مثلاً عوام یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے امام کا چہرہ نورانی ہو اس کے بشرے سے تقدس اور انوار ابل رہے ہوں۔ ہمارے سوانح نگاروں نے اس کے بالکل برخلاف لکھ دیا ہے اور کسی پرائے نے نہیں خود اعلیٰ حضرت کے بھتیجے لکھتے ہیں

ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ گہرا گندمی تھا" ـــــ

(اعلیٰ حضرت از نسیم بستوی ص ۲۰) ہر شخص جانتا ہے کہ سانولے رنگ کو گندمی کہتے ہیں۔ پھر یہ لکھنا کہ گہرا گندمی رنگ تھا۔ اعلیٰ حضرت پر ایک قسم کا ظلم ہے کیوں کہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف اعلیٰ حضرت کو کالے رنگ کا تسلیم کرتا ہے۔

رہا عوام کے ذوق ورجحان کا خیال رکھتے ہوئے حالاتِ زندگی مرتب کرنے

کا مشورہ ۔ تو الحمد للہ ہم کتاب و سنت کے مطابق ظاہر و باطن دونوں میں یکساں عقیدہ رکھتے ہیں ۔ اور ہمارے بزرگوں کی زندگیاں اس کی آئینہ دار ہیں ۔ اس لئے ہم کو اس طرح کے کارنامے انجام دینے کی ضرورت نہیں ۔ اس طرح کے کارنامے وہ حضرات اپنے تک محدود رکھیں کیوں کہ ان کا مذہب نہاں خانۂ خاص میں کچھ ہے اور عوام کے سامنے کچھ ۔ اور ان کے بزرگوں کی زندگیاں ایسے کارناموں سے یکسر خالی ہیں جو عوام کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکیں اور ہدایت کا ذریعہ ہوں ——— چنانچہ ان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ———

> دلوں کے ارادے سے واقف ہو جانا اور یہ جاننا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ خدائی کام ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے کو یہ صفت عطا نہیں فرمائی ۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس طرح کا عقیدہ رکھنا شرک کے مترادف ہے[1]

مگر جب انہوں نے اپنے بزرگوں کی سوانح عمریاں مرتب کیں تو عوام کے ذوق و رجحان کا خیال کرتے ہوئے اس کھلے شرک کو گلے کا ہار بنا لیا ۔ ملاحظہ ہو ———

> جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں[2] ———
>
> ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ کے لئے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ۔ اور آپ جو بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا[3]

---

[1] تقویۃ الایمان ص ۸ ملخصاً
[2] تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۲۱۲
[3] ارواح ثلٰثہ ص ۱۶۳

خدا نہ کردہ کسی عارضہ کے سبب سر کی آنکھوں سے بینائی جاتی رہے اور بصارت کھو جائے، تو یہ کوئی نقص و عیب کی بات نہیں ـــــ ہاں! دل کی آنکھیں روشن رہیں اور بصیرت سلامت رہے ـــــ کتنی پیاری بات کہی ہے کسی نابینا شاعر نے ؎

بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے

مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نا دیدہ نا دیدہ!

کئی صحابہ کرام کی ظاہری آنکھوں سے بینائی چلی جانے کے باوجود بصیرت موجود تھی، تو وقت کا بڑے سے بڑا ولی بھی ان کی گرد راہ کو نہیں پہونچ سکتا ـــــ لیکن ظاہری آنکھوں کی روشنی سلامت رہے اور دل کی آنکھیں بے نور ہو جائیں۔ بصارت باقی رہے اور بصیرت کھو جائے۔ تو بے شک نقص و عیب کی بات ہے۔ ـــ

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ

تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں، جو سینوں میں ہیں[۱] (کنز الایمان)

اور اگر دل کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ سر کی آنکھیں بھی بے نور ہو جائیں۔ بصیرت

---

[۱] پ ۱۷، س حج آیت ۴۶

کے ساتھ ساتھ بصارت بھی ختم ہو جائے، تو دنیا و آخرت ہر جگہ ذلت و رسوائی ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں [1]

وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا.

اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے۔ اور اور بھی زیادہ گمراہ [2]

اللہ و رسول کی شان میں نازیبا کلمات لکھنے اور گستاخی کرنے کی بنیاد پر امام احمد رضا نے جن لوگوں کی گرفت فرمائی اور سرزنش کی ہے۔ وہ دل کی آنکھوں کے اندھے تو ہیں ہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے سر کی آنکھوں سے بھی بینائی چھین لی۔ چنانچہ

(مولانا رشید احمد گنگوہی) آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے [3]

اس جماعت کے دو جلیل القدر عالم شیخ عبد العزیز ابن عبد اللہ بن باز اور شیخ عبد اللہ بن حمید یہ دونوں نابینا ہیں [4] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ آنکھوں میں نزول آب کی وجہ سے خود مطالعہ فرمانے اور تحریر فرمانے سے ایک مدت سے معذور ہی رہے [5]

---

[1] پ ۲۶ س محمد آیت ۲۳
[2] پ ۱۵ س بنی اسرائیل آیت ۷۲
[3] تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۶۱
[4] شیخ محمد بن عبد الوہاب کے خلاف پروپگنڈہ از مولانا منظور نعمانی ص ۱۰۲ [5] ایضاً
[5] " حاشیہ ص ۱۴۰

اور بلاشبہ آخرت کی ذلت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی نقص و عیب ہے ـــــ تو ان حضرات کے متبعین اپنی خفت مٹانے کے لئے امام احمد رضا کی بھی ایک آنکھ کو روشنی سے محروم ثابت کرنے کی کوشش میں کذب و افتراء کی تمام حدوں کو پار کر جاتے ہیں ـــــ لکھتے ہیں۔

> ان کی دائیں آنکھ میں نقص تھا۔ اس میں تکلیف رہتی تھی اور پانی اترنے سے بے نور ہو گئی تھی ـــــ طویل مدت تک اس کا علاج کراتے رہے مگر وہ ٹھیک نہ ہو سکی ـــــ
> (الملفوظ ص ۱۶، ۱۷)

الملفوظ میں یہ کہیں نہیں ہے کہ آپ کی دائیں آنکھ میں نقص تھا ـــــ اس میں تکلیف رہتی تھی ـــــ بے نور ہو گئی تھی ـــــ طویل مدت تک علاج کراتے رہے اور ٹھیک نہ ہو سکی ـــــ

الملفوظ ج ۱ ص ۱۶، ۱۷ میں مذکور جس واقعہ میں تحریف و تبدیل کر کے یہ باتیں لکھی گئی ہیں وہ واقعہ الملفوظ ہی کی اصل عبارت میں ملاحظہ کیجئے۔ ـــــ

> جمادی الاول ۱۳۰۰ھ میں بعض اہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز، علی الاتصال دیکھتا ہوا گرمی کا موسم تھا، دن کو اندر دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔

ایک روز شدت کی گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے دہنی آنکھ سے دیکھا، تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہوتا، وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں سربرآوردہ تھا۔ سینڈرسن۔ یا۔ انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاذ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ، دکھائی جائے۔ علاج کرانے نہ کرانے کا اختیار ہے ——— ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا ——— "کثرت سے کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے۔ پندرہ دن کتاب نہ دیکھو"

——— مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی ——— حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے، ——— فرمایا ——— "مقدمۂ نزول آب ہے۔ بیس برس بعد (خدا نہ کردہ) پانی اتر آئے گا" ———

میں نے التفات نہ کیا، اور نزول آب وا سے کو

دیکھ کر وہی دعاء (الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تبدیلا) پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک (جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعاء پڑھ لیگا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا) پر مطمئن ہوگیا ــــ

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا۔ بغور دیکھ کر کہا ــــ "چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا" ــــ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے۔ انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے ــــ مجھے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متنزلزل ہوتا۔ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گذر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا۔ نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے ــــ نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی۔ نہ انشاء اللہ تعالیٰ کمی کروں ــــ یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں، جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے [1] ــــ

[1] الملفوظ ج ۱ ص ۱۶، ۱۷

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی گہری سوچ، اور فکر میں ڈوبا رہے تو دوسری چیزوں کا احساس وادراک نہیں ہو پاتا ہے ــــــ اور یہ احساس وادراک نہ ہونا اس کے حسّاس ومدرک نہ ہونے ــــ یا ــــ حافظہ کی کمزوری کی علامت نہیں گذشتہ اوراق میں قرآن کریم اور تفسیر شیخ زادہ علی البیضاوی کے حوالوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ مذکور ہو چکا ہے کہ آپ بھاگتے ہوئے پتھر سے کپڑا واپس لینے کی فکر میں ایسے منہمک ہوئے کہ بے ستر آبادی تک پہونچ جانے کا احساس نہ ہو سکا۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ برآمد کرنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ احساس کی قوت سے عاری، اور حافظہ کی کوتاہی کا شکار تھے، کسی محروم الایمان شخص ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فکر میں منہمک تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے، اور ایک ضروری بات دریافت کرنے سے رہ گئی۔ حضرت عمر نے آکر سلام کیا۔ مگر آپ کو ان کے آنے اور سلام کرنے کا احساس تک نہ ہو سکا ــــــ

فبینا انا جالس مرّ علیّ عمر وسلم فلم اشعر

به فاشتكى عمر الى ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنهما
ثم اقبلا حتى سلما على جميعا فقال ابو بكر
ماحملك ان لا ترد على اخيك عمر سلامه
فقلت مافعلت فقال عمر بلىٰ والله لقد فعلت
قال قلت والله ماشعرت انك مررت وسلمت
قال ابو بكر صدق عثمان قد شغلك عن ذلك
امر فقلت اجل۔ ___________

حضرت عثمان فرماتے ہیں ___ "میں بیٹھا تھا
کہ حضرت عمر میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا، مگر
مجھے احساس ہی نہیں ہو سکا تو عمر نے حضرت ابو بکر صدیق
سے شکایت کی۔ اس پر دونوں مل کر میرے پاس
آئے اور سلام کیا۔ پھر حضرت صدیق نے فرمایا کہ عثمان!
تمنے عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ میں نے کہا
ایسا نہیں ہوا ہے۔ اس پر حضرت عمر نے کہا۔ قسم خدا کی
ایسا ہوا ہے۔ تو میں نے عرض کی۔ واللہ مجھے پتہ نہیں چلا کہ
آپ تشریف لائے اور سلام کیا۔ تو حضرت صدیق نے
فرمایا ___ "عثمان صحیح کہہ رہے ہیں۔ وہ کسی خیال
میں ڈوبے ہوں گے۔ میں نے کہا۔ ہاں بہت ہی گہری فکر

میں منہمک تھا [1]

اس حدیث سے یہ نتیجہ برآمد کرنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھنے اور سننے کی قوتوں سے محروم تھے، شقاوت قلبی اور عاقبت کی بربادی کے سوا کچھ نہیں

ایک مرتبہ امام مسلم علیہ الرحمہ سے ایک حدیث دریافت کی گئی۔ یاد نہ آسکی تو گھر آکر کتابوں میں مشغول ہو گئے۔ کھجوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا سامنے رکھا تھا۔ آپ حدیث کی تلاش کے ساتھ کھجور بھی کھانے لگے۔ حدیث کی جستجو میں ذہن وفکر کچھ اس طرح منہمک ہوا۔ کہ ساری کھجور کھا گئے اور احساس تک نہ ہو سکا۔ کہتے ہیں احساس نہ ہونے کے نتیجہ میں یہ بسیار خوری ہی موت کا ظاہری سبب بنی ــــــــــ

سبب وفات او نیز غرابتے دارد۔ گویند در مجلس مذاکرۂ حدیث اور احدیثے پرسیدند وآں حدیث را نہ شناخت۔ بمنزل خود آمد۔ یک سبد خرما نزدا وگذاشتند۔ در کتابہائے خود آں حدیث را تجسس میکرد ویکاں یکاں خرما بطریق نقل از سبد برمی داشت ومیخورد۔ تا آنکہ حدیث یافتہ شد۔ در غمزۂ فکر علمیہ اور اشعور نماند وایں کثرت اکل سبب موت او شد [2] ــــ

اس واقعہ سے یہ نتیجہ برآمد کرنا کہ امام مسلم احساس کی قوت سے خالی اور آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے، ان کے علم وفضل پر طعنہ زنی اور اپنی حرماں نصیبی کے علاوہ کچھ نہیں۔

امام احمد رضا کو مبدأ فیاض نے جو قوت حافظہ اور مسائل علمیہ کا استحضار عطا فرمایا تھا اس کی نظیر ماضی قریب کی صدیوں میں نہیں ملتی۔ رمضان المبارک کی

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۶
[2] بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ص ۲۸۲ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی

پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے اہم استفتاؤں کے جوابات۔ اور تصنیف و تالیف کے علاوہ پورے قرآن کا حفظ کر لینا[1] ——

ایک رات ہی میں "عقود الدریہ فی تنقیح الحامدیہ" کی دونوں جلدیں مطالعہ کر کے ازبر کر لینا[2]

بخار کی حالت میں ہوتے ہوئے بھی مکہ معظمہ میں علم غیب کے عنوان پر صرف آٹھ گھنٹے کے اندر آیات قرآنیہ، فرامین نبویہ، اور اقوال ائمہ سے مزین کتاب "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" عربی زبان میں تصنیف فرما دینا[3]

اس کے علاوہ تقریباً ساٹھ سے زائد علوم و فنون پر مشتمل حوالوں کی ہزاروں عبارتوں سے مزین، ان کی ایک ہزار سے زائد تصنیفات کے ذخائر اس پر شاہد عدل ہیں —— جن میں سے —— "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" —— اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ جسمیں انہوں نے چار سو پچاس نصوص سے تمام مُردوں کا زائرین کو دیکھنا، پہچاننا ان کا کلام سننا —— اور اولیا کرام کا اپنے مزاروں سے تصرف کرنا، امداد و فیض پہونچانا، مشکل کشائی اور حاجت روائی فرمانا —— نیز —— دور و نزدیک سے انہیں پکارنے اور مدد طلب کرنے کا جائز ہونا، ثابت فرمایا ہے —— اس کے علاوہ پچاس سے زائد دلائل و شواہد اور سو سے زائد اعتراضات کے ذریعہ بھی منکرین سماع موتی کے شبہات کو زائل کیا ہے ——

اس لئے اگر کسی خاص انہماک کی وجہ سے اتفاقاً کسی چیز کی طرف ذہن مبذول

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۶
[2] ایضاً ص ۳۹
[3] الدولۃ المکیہ ص —— الملفوظ ج ۲ ص ۱۰ ؍؍

نہ ہوسکا تو یہ حافظہ کی کمزوری یا بینائی کے فقدان کی علامت نہیں
اس سے یہ نتیجہ برآمد کرنا کہ آپ میں بینائی کی کمی یا حافظہ کی کوتاہی تھی، تعصب اور عناد کے سوا کچھ نہیں ______ مگر آپ کے تفکر و انہماک کے ایک ایسے ہی واقعہ کو کچھ کوتاہ نظر کس زاویہ سے دیکھتے ہیں ______ ملاحظہ فرمائیے ______

حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف مولانا ظفر الدین صاحب نے جہاں اعلیٰ سے عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار فرمایا ہے۔ وہیں وہ تعریف کے پہلو بہ پہلو ایک عیب کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی کیسا عیب؟ جو صادق القول شخص بھی غیر معتمد قرار دیدے میری مراد اس سے حافظہ کی کوتاہی کی طرف اشارہ ہے شہادت ملاحظہ فرمائیے ______

ایک دفعہ اعلیٰ حضرت نے عینک اونچی کرکے ماتھے پر رکھ لی۔ گفتگو کے بعد تلاش کرنے لگے عینک نہ ملی اور بھول گئے کہ عینک ماتھے پر ہے۔ کافی پریشان رہے۔ اچانک ان کا ہاتھ ماتھے پر لگا تو عینک ماتھے پر آکر رک گئی۔ تب پتہ چلا کہ عینک ماتھے پر تھی۔

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ

اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول [1] ___

اس آیت کریمہ میں غلبہ کے دو معانی محتمل ہیں

① دلائل و براہین کے اعتبار سے غلبہ ___

② دلائل و براہین اور جہاد، دونوں ہی اعتبار سے غلبہ ___

اہلسنت کی اصطلاح میں نبی اس انسان مذکر کو کہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا ہو اور اس پر وحی نازل فرمائی ہو ___ اور ___ حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے رسول، اس نبی کو کہتے ہیں، جسے کتاب یا نئی شریعت بھی عطا ہوئی ہو ___ یعنی رسول و نبی میں فرق ہے ___ ہر رسول نبی ہے ___ مگر ہر نبی رسول نہیں ___ جیسے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام نبی ہیں ___ مگر رسول نہیں کیونکہ ان حضرات کو کتاب یا نئی شریعت عطا نہیں ہوئی تھی

رسول لغۃً بمعنی مرسول است و اصطلاحاً انسان بعثہ اللہ الی الخلق لتبلیغ الاحکام ومعہ کتاب او شریعۃ مجددۃ۔ ___

---

[1] پ ۲۸ س مجادلہ آیت ۲۱

ونبی عام ست ازاں، کتاب وشریعت نو داشتہ باشد یا نہ۔ ھٰذا هومذهب اهل السنة بدليل قوله تعالىٰ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ـــــ

الآیۃ صرح بہ الفاضل الاہوری [۱]

قرآن کریم کے بعض مقامات میں فرشتوں پر بھی رسول کا اطلاق ہوا ہے ـــــ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب خوبیاں اللہ کو جو آسمان اور زمین بنانے والا، فرشتوں کو رسول کرنے والا [۲]

اسی طرح بعض مقامات پر لفظ رسول کے اطلاق میں ان انبیاء کو بھی شامل کردیا گیا ہے ـــــ جنکو کتاب یا شریعت عطا نہیں ہوئی

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ .... فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ـــــ

اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے .... تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو [۳]

فقوله بالرسل والمراد مايشمل الانبياء ـــــ یہاں رسول کا وہ معنیٰ مراد ہے جو انبیاء کو بھی شامل ہے [۴] ـــــ

---

[۱] نوادر الاصول فی شرح الفصول ص ۶
[۲] پ ۲۲ س فاطر آیت ۱
[۳] پ ۱ س بقرہ آیت ۸۷
[۴] تفسیر صاوی ج ۱ ص ۴۱

مگر یہ اطلاق حقیقی نہیں۔ مجازی ہے۔ خواہ مجاز محض ہو ــــ یا ــ عموم مجاز

اطلاق النبی علی کل حقیقۃ و اطلاق الرسول مجاز [1]

لہٰذا وہ انبیاء کرام جنکو کتاب یا نئی شریعت عطا نہیں ہوئی۔ اہلسنت کی اصطلاح میں حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول نہیں ہیں

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت ــــ یا ــ اس کے علاوہ جہاں کہیں بھی پیغمبران عظام کی شہادت کا ذکر آیا ہے، وہاں ان ہی حضرات کی شہادت مراد ہے۔ ــــ

فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ کعیسیٰ و محمد علیہما السلام
وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ کذکریا و یحیٰی علیہما السلام [2]

تو اہل سنت کی اصطلاح میں جو پیغمبران عظام حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول ہیں، وہ شہید نہیں ہوئے ــــ اور جو حضرات شہید ہوئے ہیں، وہ حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول نہیں ہیں ــ ہاں! مجازی معنی کے اعتبار سے رسول ہیں۔ ــــ

مگر معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ ہے، ان کے مسلک کے مطابق رسول اور نبی میں بالذات کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے مسلک میں ہر نبی رسول ہے اور ہر رسول نبی۔

لہٰذا وہ انبیاء کرام جو کتاب یا نئی شریعت لے کر مبعوث نہیں ہوئے جیسے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام، وہ حضرات بھی ان کے نزدیک حقیقی معنی کے اعتبار سے

---

[1] المعتقد المنتقد ص ۱۰۳
[2] تفسیر نسفی ج ۱ ص ۶۱

رسول ہیں

مذہب معتزلہ آنست کہ رسول و نبی متحد بالذات و متغائر بالاعتبار والمفہوم اند یعنی ازیں جہت کہ لفظ رسول وارسلنا وآنچہ مفید ایں معنی باشد در حق او وارد شدہ است رسول است وازیں جہت کہ لفظ نبی و مرادفش در شانش وارد گردیدہ نبی است [1]

تو معتزلہ کی اصطلاح میں حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے ہیں۔ کیوں کہ ان کی اصطلاح کے مطابق حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام بھی حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول ہیں

پھر جس طرح غلبہ کے دو معانی محتمل ہیں۔ اسی طرح لفظ "رسل" میں بھی تین احتمالات ہیں

(۱) ــــ حقیقی معنی کے اعتبار رسول

(۲) ــــ مجاز محض کے اعتبار سے رسول

(۳) ــــ عموم مجاز کے اعتبار سے رسول

اب لفظ "غلبہ" کے دونوں محتملات کو لفظ "رسول" کے تینوں احتمالات میں ضرب دینے سے کل چھ صورتیں برآمد ہوتی ہیں ــــــــــــ

(۱) ــــ غلبہ سے مراد ــــ دلائل و براہین کے اعتبار سے غلبہ ــــــــــ
ــــ اور رسول سے مراد ــــ حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول ــــــــ

---

[1] نوادر الاصول ص ۷

(۲) ___ غلبہ سے مراد ___ دلائل وبراہین اور جہاد دونوں ہی اعتبار سے غلبہ

___ اور رسول سے مراد ___ حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول

(۳) ___ غلبہ سے مراد ___ دلائل وبراہین کے اعتبار سے غلبہ

___ اور رسول سے مراد ___ مجاز محض کے اعتبار سے رسول

(۴) ___ غلبہ سے مراد ___ دلائل وبراہین اور جہاد دونوں ہی اعتبار سے غلبہ

___ اور رسول سے مراد ___ مجاز محض کے اعتبار سے رسول

(۵) ___ غلبہ سے مراد ___ دلائل وبراہین کے اعتبار سے غلبہ

___ اور رسول سے مراد ___ عموم مجاز کے اعتبار سے رسول

(۶) ___ غلبہ سے مراد ___ دلائل وبراہین اور جہاد دونوں اعتبار سے غلبہ

___ اور رسول سے مراد ___ عموم مجاز کے اعتبار سے رسول

آیت غلبہ اور آیات شہادت کو ایک ساتھ سامنے رکھئے تو

(۷) پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے۔ اور حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول دلائل وبراہین میں غالب رہے ___

لہٰذا آیت غلبہ اور آیات شہادت میں کوئی تعارض نہیں۔ ___

(۸) دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے اور ___ حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے رسول دلائل وبراہین اور جہاد دونوں ہی اعتبار سے غالب رہے ___ اس صورت میں بھی آیت غلبہ اور آیات شہادت میں کوئی تعارض نہیں

(٩) تیسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے ــــ اور ــــ مجاز محض کے اعتبار سے رسول دلائل و براہین میں غالب رہے ــــ

ــــ اس صورت میں بھی آیت غلبہ اور آیات شہادت میں کوئی تعارض نہیں ــــ

(١٠) پانچویں صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے۔ ــــ اور ــــ عموم مجاز کے اعتبار سے رسول دلائل و براہین کے اعتبار سے غالب رہے

اس صورت میں بھی آیت غلبہ اور آیات شہادت میں کوئی تعارض نہیں ــــ

(١١) چوتھی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے ــــ اور ــ مجاز محض کے اعتبار سے رسول دلائل و براہین اور جہاد دونوں اعتبار سے غالب رہے

اس صورت میں آیت غلبہ اور آیات شہادت متعارض ہوں گی ــــ

(١٢) چھٹی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے اور عموم مجاز کے اعتبار سے رسول دلائل و براہین اور جہاد دونوں اعتبار سے غالب رہے ــــ

اس صورت میں بھی آیت غلبہ اور آیات شہادت متعارض ہوں گی ــــ

چوتھی اور چھٹی صورتوں کے پیش نظر ایک صاحب کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ مجاز محض کے اعتبار سے رسول شہید ہوئے۔ تو مجاز محض یا عموم مجاز کے اعتبار سے رسول دلائل و براہین اور جہاد دونوں اعتبار سے غالب کیسے رہے؟ ــــ اور اپنا یہ شبہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں پیش کیا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

تو بعض انبیا شہید کیوں ہوئے لہ

چونکہ سائل کے سوال ہی سے واضح تھا کہ وہ اس بات کو سمجھ چکا ہے کہ مجاز محض کے اعتبار سے ہی رسول شہید ہوئے ہیں اسی لئے یہ کہتا ہے کہ ____ "بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے ؟" ____ یہ نہیں کہتا کہ ____ "بعض رسول شہید کیوں ہوئے ؟"

البتہ وہ آیت غلبہ ہیں، غلبہ سے مراد دلائل و براہین اور جہاد دونوں ہی اعتبار سے غلبہ ____ اسی طرح رسول سے مراد مجاز محض یا عموم مجاز کے اعتبار سے رسول سمجھ رہا ہے۔

تو امام احمد رضا نے اس کی سمجھ کے مطابق غلبہ کو دلائل و براہین اور جہاد دونوں سے عام رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا

رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا ؟ انبیاء البتہ شہید کئے گئے۔ رسول کوئی شہید نہیں ہوا۔

یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ فرمایا گیا۔ نہ کہ یُقْتُلُوْنَ الرُّسُلَ ٹہ

یعنی کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ میں "رسول" سے مراد مجاز محض یا عموم مجاز کے اعتبار سے رسول نہیں ____ بلکہ اہلسنت کی اصطلاح کے مطابق حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول مراد ہیں

لہٰذا اس آیت اور آیات شہادت میں کوئی تعارض و تخالف نہیں ہے۔

لہ الملفوظ ج ۴ ص ۲۲۳

ٹہ ایضاً

کیوں کہ اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ حقیقی معنی کے اعتبار سے رسول دلائل وبراہین اور جہاد دونوں میں غالب ہیں۔ ان میں سے کوئی شہید نہیں ہوا۔ اس لئے قرآن کریم میں یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ ارشاد ہوا ہے یَقْتُلون الرسل نہیں ـــــــــــ

امام احمد رضا کا یہ جواب چونکہ مسلک اہل سنت کا ترجمان اور معتزلہ کے خلاف ہے۔ اس لئے معتزلہ کے پیرو کار آپ کے اس جواب سے سخت نالاں ہیں۔ ـــــ لکھتے ہیں۔ ـــــــــــ

> ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کے علم شریف میں یہ بات لازماً تھی کہ سورہ بقرہ ع۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو کیا جب تمہارے پاس رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں۔ تکبر کرتے ہو تو ان میں ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔ اسی طرح سورۂ مائدہ ع۱۰ میں ہے جب کبھی ان کے پاس رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں ـــــــ دراصل حافظے کی کمزوری تھی ورنہ اعلیٰ حضرت کا مقصد ہرگز ان قرآنی آیات کا انکار نہیں تھا کیوں کہ ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے ـــــــ

خدائے قہار و ذوالجلال نے اپنے نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ کفار ومنافقین کے ساتھ سختی سے پیش آئیں

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۔

اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ ۱؎ (کنزالایمان)

اور اپنے حبیب کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی بھی شان یہ بتائی ہے کہ وہ کافروں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے ساتھ رفق ونرمی سے پیش آتے ہیں ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ــــــــــــــــ

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ۲؎ ــــــــــــــــ

حضور رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کے مخالف منافقین کو نام لے لے کر، ایک ایک کر کے مسجد سے باہر کر دیا کہ نکل جاؤ تم منافق ہو۔ ــــــــــــــــ

۱؎ پ ۲۸ س تحریم آیت ۹

۲؎ پ ۲۶ س فتح آیت ۲۹

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قام
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم جمعۃ
خطیباً فقال قم یا فلاں فانک منافق فاخرجہم
باسمائہم [۱]

حضور کے وصال کے بعد کچھ کلمہ پڑھنے والوں ہی نے زکوٰۃ نہ دینا چاہی تو
خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے ان سے جہاد فرمایا کہ اگر یہ لوگ
اونٹ کی رسی نہ دینا چاہیں تو بھی جہاد کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے نرمی کی گذارش کی، تو
ان سے فرمایا کہ تم اسلام سے پہلے بڑے بہادر تھے، اب کیا ڈھیلے پڑ گئے؟ ——
مانعین زکوٰۃ کے ساتھ صدیق اکبر کی یہ وہ سختی تھی، جس کے متعلق حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ "کاش! میری زندگی کے سارے اعمال صدیق اکبر کے
ان دو عملوں کے برابر ہو سکتے۔ ایک عمل تو وہ ہے جب آپ نے غار ثور میں سانپ
ڈس لینے کے باوجود سرکار کو بیدار نہیں کیا تھا۔ اور دوسرا عمل مانعین زکوٰۃ کے
ساتھ آپ کی یہ سختی"

قال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا
من ایامہ ولیلۃ من لیالیہ .... اما یومہ
فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وقالوا لا نؤدی زکوۃ فقال لو منعونی عقالا لجاھدتہم

---

[۱] الفیوضات الملکیۃ ص ۵۲

علیہ فقلت یاخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تالف الناس وارفق بھم فقال لی اجبار
فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد
انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی [1]

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک مسافر نے کھانے کا سوال کیا، آپ اسے ہمراہ لے کر گھر تشریف لائے۔ اتفاقاً مسافر کی زبان سے کھانے کے دوران کچھ ایسے کلمات نکل گئے۔ جس سے اس کی بدمذہبی عیاں ہوگئی تو حضرت عمر فاروق نے کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے کان پکڑ کر باہر کرادیا۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ———
"میں نے سنا ہے کہ اس شخص نے دین کے خلاف باتیں کی ہیں، اس لئے میں اس کا سلام قبول نہیں کرتا"۔

ان رجلا اتی ابن عمر فقال ان فلانا یقرأ علیک
السلام فقال انہ بلغنی انہ قد احدث فان کان
قد احدث فلا تقرءہ منی السلام [2] ———

---

[1] مشکوۃ ص ۵۵۶
[2] مشکوۃ ص ۲۳

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور صحابۂ کرام کی سیرت طیبہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے ساتھ رفق و نرمی سے پیش آتے۔ اور مخالفین اسلام کے ساتھ شدت و سختی برتتے ——— اور قرآن کریم نے مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت طیبہ کے مطابق ہی زندگی گذارنے کا حکم دیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔[۱]

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔[۲]

واتبعوھم علیٰ اثرھم وتمسکوا ما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدیٰ المستقیم

صحابہ کے نقوش قدم پر چلو ——— حتی الامکان ان کی سیرت و اخلاق کو اپناؤ کیوں کہ وہ صحیح ہدایت پر ہیں۔[۳]

امام احمد رضا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سچے متبع اور مخلص پیروکار تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے ساتھ بہت ہی رفق و نرمی سے پیش آتے۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ فرماتے ہیں ———

۱۔ پ ۲۱ س احزاب آیت ۲۱

۲۔ پ ۳ س آل عمران آیت ۳۱

۳۔ مشکوۃ ص ۳۲

بہت ہی خلیق، منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی جانتے تھے۔
باوجودیکہ کسی سے پڑھا نہیں ـــــ ان کو علم لدنی تھا ـــ میرے
سوال کا جواب بہت مشکل اور لاحل تھا ـــــ ایسا فی البدیہ یہ
جواب دیا گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے ـــ اب
ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں [1]

مولانا محمد حسین چشتی نظامی موجد طلسمی پریس میرٹھ لکھتے ہیں:

ہر شخص حتی کہ چھوٹی عمر والے سے بھی نہایت ہی خُلق سے ملتے
آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے۔ اور حسب حیثیت اس
کی توقیر و تعظیم فرماتے [2]

جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی، دیکھ کر باغ باغ ہوجاتے
اوران کی ایسی عزت و قدر کرتے کہ وہ خود اپنے کو اس کا اہل نہ
خیال کرتے [3]

بلکہ جو لوگ مذبذب ہوتے، ان کے ساتھ بھی نرمی برتتے اور محبت سے سمجھاتے۔
اور دوسروں کو بھی اسی کی ہدایت فرماتے ـــــ ارشاد ہے ـــــ

> دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے ـ
> اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہیں ہوتی۔ جن لوگوں
> کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائیں
> یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۵۵
[2] ایضاً ص ۳۱
[3] ایضاً ص ۱۹۶

ہے ــــــ مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی
اور مصداق "ثم لا یعودون" ہو چکے تھے۔ اس لئے حق
نہ مانا ــــــ اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے ــــــ
یَاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ
اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔
اور مسلمانوں کو ارشاد ہے ــــــ ولیجدوا فیکم غلظة
لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں [۱] ــــــ

لیکن جب کوئی اسلام کی دشمنی اور رسول کی گستاخی پر مصر ہو جاتا۔ تو پھر اطاعت رسول میں ــــــ "نکل جاؤ تم منافق ہو" ــــــ کا جلوہ نظر آنے لگتا ــــــ اتباع صدیقی میں قلم کی تلوار لے کر نکل پڑتے اور فاروق اعظم کے نقش قدم پر چل کر اسے اس کے کیفر کردار تک پہونچا دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے ــــــ

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو شمشیر ہے مومن

گستاخان رسول کے ساتھ امام احمد رضا کی یہی وہ شدت تھی، جس کی پاداش میں وہ حضرات آپ کو ترش رو، بدمزاج، بدگو اور شرعی معاملہ میں بے احتیاط ثابت کرنے کی جدوجہد میں افتراء وبہتان اور جھوٹی عبارتیں گڑھنے سے بھی نہیں چوکتے۔

چنانچہ مقدمۂ مقالات رضا ص ۳۰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں ــــــ

سخت تند مزاج واقع ہوئے تھے اور اس سلسلہ میں شرعی احتیاط ملحوظ نہیں رکھتے تھے۔ ــــــ

---

[۱] الملفوظ ج ۱ ص ۳۲

پوری دنیا کو چیلنج ہے کہ مقدمہ مقالات رضا کے ص ۳۰ ہی نہیں، پورے مقدمہ میں کہیں بھی یہ عبارت دکھادیں ـــــــ بلکہ مقدمہ مقالات رضا میں اس کے برخلاف یوں ہے۔ ـــــــ

> مولانا احمد رضا نے جن عبارات پر کفر کا فتوی لگایا وہ یقیناً نیک نفسی اور شرعی دیانت سے لگایا تھا۔ اور یہ کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک یہ عبارات قابل تاویل ہرگز نہ تھیں [۱] ـــــــ

---

[۱] مقدمہ مقالات رضا ص ۱۵

ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے ہدایت نصیب فرمائے اور جس میں چاہے گمراہی پیدا کر دے۔

فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ـــــــ
پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے [۱] ـــــــ

اور جس کے اندر گمراہی پیدا فرما دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا:

وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ ھَادٍ۔ ـــــــ
اور اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں [۲]

پھر گمراہی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی شروع ہی سے گمراہ ہو۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ پوری زندگی زہد وتقویٰ اور اطاعت وبندگی میں گذارے اور اخیر عمر میں گمراہ ہو جائے

والذی لا الٰہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینها الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اهل النار [۳]

اور اس گمراہی کا باعث عموماً دنیا طلبی ہوتی ہے ـــــــ

وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور کافر دنیا کی زندگی پر اترا گئے [۴]

---

[۱] پ ۱۳ س ابراہیم آیت ۴
[۲] پ ۱۳ س رعد آیت ۳۳
[۳] مشکوٰۃ ص ۲
[۴] پ ۱۳ س رعد آیت ۲۶

قبیلہ عکل کے کچھ لوگ جو مسلمان تھے اور اللہ کے رسول کے صحابی بھی، بیمار ہو گئے تو حضور نے انہیں صدقہ کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کو فرمایا۔ جب مرض جاتا رہا اور تندرست ہو گئے، تو لالچ نے آدبوچا۔ اسلام سے پھر گئے۔ چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہنکالئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو گرفتار کرا کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ اور آنکھوں میں سلائی پھیر کر دھوپ میں ڈال دیا۔ جس سے وہ سِسک سسک کر موت کے گھاٹ اترے۔ ——

عن انس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفر من عکل فاسلموا فاجتووا المدینۃ فامرھم ان یاتوا ابل الصدقۃ فیشربوا من البانھا وابوالھا ففعلوا فصحوا فارتدوا وقتلوا رعاتھا واستاقوا فبعث فی اثارھم فاتی بھم فقطع ایدیھم وارجلھم وسمل اعینھم ثم لم یحسمھم حتی ماتوا [۱] ——

اہل عکل مسلمان اور صحابی رسول ہونے کے باوجود دنیا طلبی اور مادی منعت کی لالچ میں اسلام سے پھر گئے تو معاذ اللہ، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی کمزوری کی علامت نہیں۔ ان لوگوں کے اسلام سے پھر جانے کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی کمزوری کی دلیل اور علامت و نشانی کہنا۔ ایمان و اسلام کو خیرباد کہنا ہے ——

اسی طرح وہ لوگ جنکا امام احمد رضا کی بارگاہ میں گاہے گاہے آنا جانا تھا اور

---

[۱] بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۵

وہ امام احمد رضا کا ادب بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص مادی منفعت اور دنیاوی جاہ وحشمت کی لالچ میں آکر سنّیت سے پھر گیا تو یہ امام احمد رضا کی اخلاقی کمزوری کی علامت ونشانی نہیں ـــــــ ایسے کسی شخص کے سنّیت سے پھر جانے کو امام احمد رضا کی اخلاقی کمزوری کی دلیل قرار دینا، درحقیقت امام احمد رضا کے پردے میں رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مورد الزام ٹھہرانا ہے۔ ـــــــ

مگر یہ تو وہ سوچے گا، جس کا ایمان قرآن وحدیث پر ہو اور جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت اور آپ کی عزت وعظمت کی پاسداری ملحوظ ہو ـــ لیکن! جسے قرآن وحدیث پر ایمان ہی نہ ہو وہ تو یہی کہیگا۔ ـــــــ

مولانا ظفر الدین بہاری نے تو ظلم کی حد کر دی۔ یہ عبارت پڑھ کر تو خون کھول گیا ـــ "یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے متنفر ہونا شروع ہو گئے ـــ بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے مولوی محمد یسین بھی ہیں، جو مدرسہ اشاعت العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں امام احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے، وہ بھی ان سے علاحدہ ہو گئے" مزید اس پر مستزاد یہ کہ مدرسہ مصباح التہذیب جو ان کے والد نے بنوایا تھا وہ بھی ان کی ترش روئی، سخت مزاجی، بدلسانی اور مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور اس کے منتظمین ان سے کنارہ کش ہو کر وہابیوں سے جاملے

اور حالت یہ ہو گئی تھی کہ بریلویت کے مرکز میں امام احمد رضا کی حمایت میں کوئی مدرسہ نہ رہا (حیات اعلیٰحضرت ص ۲۱)

کسی افتراء پرداز میں نام کو بھی غیرت ہو، تو وہ مذکورہ بالا عبارت "حیات اعلیٰحضرت" کے ص ۲۱ ہی میں نہیں، پوری کتاب میں کہیں بھی دکھا دے۔ اور نہیں دکھا سکتے، تو قرآنی ارشاد ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ یاد رکھے ۔

یہ عذر بھی نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ بالا عبارت ۔ "حیات اعلیٰحضرت" کی بعینہ عبارت نہیں، اس کا خلاصہ ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے ۔ "یہ عبارت" کے الفاظ لکھ کر تخصیص کر دی ہے کہ مذکورہ بالا عبارت ۔ "حیات اعلیٰحضرت" کی عبارت کا خلاصہ نہیں۔ ۔ اس کی بعینہ عبارت ہے ۔ پھر خلاصہ بھی ہوتی تو "حیات اعلیٰحضرت" کے مطابق ہوتی۔ جب کہ یہاں اس کے بالکل برعکس ہے ۔

حیات اعلیٰ حضرت کے مختلف صفحات میں مذکور متعدد حضرات کے بیانوں اور تحریروں سے واضح ہے کہ ۔

امام احمد رضا خُلقِ نبوی کی ایک زندہ مثال تھے۔ جو شخص ایک بار آپ سے مل لیتا، وہ زندگی بھر آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ رہتا۔ ۔

مگر افترا پرداز لکھتے ہیں ۔

بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس عادت (ترش روئی، سخت مزاجی، بدلسانی وغیرہ) کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے ۔

حیات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ـــــــ

> اعلیٰ حضرت کی ذات واحد مرجع طلبہ وعلماء تھی، جن کو علمی چشمہ سے فیضیاب ہونا ہوتا، وہ اعلیٰ حضرت کا قصد کرتے ـــــــ
> بریلی میں سنہ ۱۲۸۹ھ میں اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اس کا تاریخی نام مصباح التہذیب رکھا۔
> ـــــــ وہ دست بُردِ زمانہ سے آہستہ آہستہ تنزل کرتا ہوا دوسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا [۱]

مگر افترا پرداز لکھتے ہیں ـــــــ

> مدرسہ مصباح التہذیب جو ان کے والد نے بنوایا تھا، وہ بھی ان کی ترش روئی، سخت مزاجی بدلسانی اور مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا الخ

حیات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ـــــــ

> مولوی محمد یسین، امام احمد رضا کو استاد کے درجہ میں سمجھتے تھے مگر بعض مادی منفعتوں اور ظاہری جاہ وحشمت کی لالچ میں دیوبندی ہو گئے

مگر افتراء پرداز لکھتے ہیں کہ ـــــــ

> ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس عادت کے باعث

[۱] پھر نوبت بایں جا رسید کہ آج اس کا نام کا کوئی ادارہ بریلی میں موجود نہیں

ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے مولوی محمد یٰسین بھی ہیں جو مدرسہ اشاعت العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں امام احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے ــــــ

انصاف پسند قارئین "حیات اعلیٰ حضرت" کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں تاکہ امام احمد رضا کے ان مخالفین کی دروغ گوئی وافترپردازی دوپہر کے اجالے کی طرح واضح ہو جائے۔ ــــــ

بریلی میں ۱۳۱۲ھ میں ایک اور مدرسہ سرائے خام میں قائم ہوا تھا اور اس کا نام ــــــ "اشاعت العلوم" ــــ تھا اس کے بانی استاد مولوی محمد یٰسین صاحب پنجابی شاگرد رشید حضرت استاذی مولٰنا احمد حسین صاحب کانپوری تھے ــــــ
یہ ایک زمانہ تک تو خاموشی کے ساتھ صرف درس و تدریس میں مشغول تھے ــــ جب دیوبندیوں نے ۱۳۲۷ھ میں اپنی جماعت بندی جتھا قائم کرنے کے لئے ابتداء قیام مدرسہ دیوبند سے اس وقت تک جتنے فارغ التحصیل ہوتے تھے ــــ یا ــــ وہاں پہونچکر حدیث کا دورہ تمام کیا ــــ یا ــــ کچھ دنوں کے لئے شریک درس ہو گئے تھے، اگرچہ کسی جگہ کے فارغ ہوں، ان سب کو بلاکر ان کی دستار بندی کردی تھی ــــــ میرے استاد جناب مولوی محمد یٰسین صاحب بھی ان ہی لوگوں میں تھے کہ کانپور میں حضرت مولانا احمد حسین

صاحب کانپوری سے کتابیں تمام کیں ___ چند دلوں کے لئے دیوبند جاکر دورے میں شرکت کی تھی ___ ان کی بھی دستار بندی دیوبندیوں نے کردی تھی ___ اس زمانہ سے ان کا میلان دیوبندیوں کی طرف زیادہ ہونے لگا ___ اور اعلیٰ حضرت کے یہاں آمد و رفت میں کمی شروع کردی ___ اور رفتہ رفتہ وہابی، دیوبندی ہوگئے ورنہ پہلے ان کے تعلقات اعلیٰ حضرت سے اچھے تھے اور اعلیٰ حضرت کو بمنزلہ اپنے استاد کے سمجھتے تھے [1] ___

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۲۱

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ـــــــــ

الحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے[1]

ان لم تستحی فاصنع ماشئت۔ حیا نہ ہو تو کچھ بھی کر گذرو گے[2]

مگر جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہی نصیب نہ ہوئی ہو، اسے حیا بھی آئے تو کہاں سے؟ ـــــــ امام احمد رضا کی مخالفت میں کچھ ایسے ہی لوگوں کی کرشمہ سازی ملاحظہ کیجئے۔ ـــــــ

واقعہ یہ ہے کہ والی رام پور نواب کلب علی خاں کے ایک استفسار پر حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمہ نے فتویٰ تحریر فرمایا جس پر دوسرے بہت سے علماء نے بھی تصدیقی دستخط کر دیئے۔ ـــــ وہ فتویٰ بریلی امام احمد رضا کے والد ماجد کے پاس بھی تصدیق کے لئے آیا تو آپ نے امام احمد رضا کے سپرد فرما دیا۔ اتفاق وقت کہ فتویٰ صحیح نہ تھا ـــــــ امام احمد رضا نے اس کے خلاف لکھا۔ جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا، تو انہوں نے پڑھ کر حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کو بڑھا دیا ـــــ حضرت مولانا موصوف کا کمال انصاف و دیانت تھی کہ آپ نے برجستہ فرمایا ـــــــ

---

[1] مشکوۃ ص ۱۲

[2] بخاری ج ۲ ص

نواب صاحب ! واقعۃً مجھ سے چوک ہوئی اور دوسرے علماء نے مجھ پر اعتماد کر کے اس کی تصدیق کر دی، حق وہی ہے جو مولانا احمد رضا صاحب نے لکھا ہے ـــــ

امام احمد رضا اس وقت تک نواب صاحب کے لئے غیر معروف تھے۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ بہت ہی کم عمر عالم ہیں، تو ملنے کا اشتیاق ہوا۔ نواب صاحب نے دعوت دی اور امام احمد رضا تشریف لے گئے ـــــ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ "حیات اعلیٰ حضرت" کے مصنف ملک العلماء مولینا ظفر الدین بہاری کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے ـــــ

جس وقت اعلیٰ حضرت، نواب صاحب کے یہاں پہونچے، ـــ چونکہ دبلے پتلے تھے، نواب صاحب نے دیکھ کر بہت تعجب کیا اور اپنے ساتھ پلنگڑی پر بٹھالیا اور بہت لطف و محبت سے باتیں کرنے لگے ـــــ اسی درمیان نواب صاحب نے مشورہ دیا کہ ماشاءاللہ آپ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں ـــــ بہتر ہو کہ مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں ـــــ

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ـــــ

جناب والد ماجد صاحب نے اجازت دی تو تعمیل ارشاد کی جائے گی ـــــ

اتفاق وقت کہ اسی درمیان میں جناب مولانا عبد الحق خیر آبادی بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت کا ان سے تعارف کرایا اور اپنی رائے کا اظہار فرمایا

جس طرح بعض متمول صاحبان صرف مالدار ہی نہیں ہوتے بلکہ مال ان کے سر پر سوار رہتا ہے۔ اسی طرح بعض علماء بھی صرف عالم ہی نہیں ہوتے بلکہ علم ان کے سر پر سوار رہتا ہے۔ ایسے لوگ دوسرے علماء کی کوئی وقعت و عزت کرنی جانتے ہی نہیں ــــ بلکہ ــــ دوسرے کی شان میں بلا وجہ توہین و تحقیر آمیز کلمات والفاظ کا استعمال کرنا شان علم خیال کرتے ہیں ــــ اعلیٰ حضرت سے علامہ خیر آبادی نے دریافت کیا ــــ

منطق کی کتاب کہاں تک پڑھی ہے

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ــــ

قاضی مبارک

یہ سن کر علامہ خیر آبادی نے دریافت کیا ــــ

تہذیب پڑھ چکے ہیں ؟

جس دماغ اور شان سے مولٰنا نے یہ سوال کیا اسی انداز میں جواب دیا گیا۔

کیا آپ کے یہاں "قاضی مبارک" کے بعد "تہذیب" پڑھائی جاتی ہے" ؟ ــــ

یہ جواب سن کر مولانا نے خیال فرمایا کہ ہاں یہ بھی کوئی شخص ہے ــــ اس لئے اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسرا سوال کیا کہ ــــ

بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے ؟

فرمایا ــــ

تدریس، افتاء، تصنیف"

فرمایا ــــ

کس فن میں تصنیف کرتے ہیں ؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ــــــــــ

جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی ــــــ اور ــــــ رد وہابیہ میں ــــــ

علامہ خیرآبادی مرحوم سنی تھے ـــــ مگر ـــــ سنی گر نہ تھے۔ خاص حمایت دین کا کوئی شوق و ولولہ دل میں نہیں رکھتے تھے ـــــ فرمایا ـــــ

آپ بھی رد وہابیہ کرتے ہیں ؟ ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے"

یہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی کی طرف اشارہ تھا۔ اتنے بڑے عالم کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا علامہ خیرآبادی کو زیبا تھا ـــــ یا ـــــ نہیں ـــــ یہ ناظرین کے فہم سلیم پر چھوڑتے ہیں ممکن ہے دونوں میں بے تکلفی اور آپس کی محبت کا اثر ہو اس لئے کہ حضرت تاج الفحول، علامہ فضل حق صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور علامہ عبدالحق صاحب مرحوم کے استاذ بھائی رفیق اور ساتھی تھے ـــــ لیکن اعلیٰ حضرت ان کی حمایت دین و نکایت مفسدین کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے۔ اس لفظ کو سن کر بہت کبیدہ ہوئے اور فرمایا ـــــــــ

جناب والا ! سب سے پہلے وہابیہ کا رد حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور کے والد ماجد نے کیا ـــــ اور تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" مستقل کتاب تصنیف فرمائی

یہ سن کر مولانا عبدالحق صاحب نے فرمایا ـــــــ

اگر ایسی حاضر جوابی میرے مقابلے میں رہی تو مجھ سے پڑھنا
نہیں ہو گا ــــــ

اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ ــــــ

آپ کی باتیں سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا کہ ایسے شخص
سے منطق پڑھنی اپنے علماء ملت، حامیان سنیت کی
توہین و تحقیر سننی ہوگی۔ اسی وقت پڑھنے کا خیال دل سے دور
کر دیا تب حضور کی بات کا ایسا جواب دیا [1] ــــــ

لیکن کچھ مخالفین کا افتراء و بہتان اور اپنی طرف سے عبارتیں گڑھ لینے کا انداز
ملاحظہ ہو ــــــ لکھتے ہیں۔ ــــــ

ایک اور عبارت بھی انتہائی خطرناک ہے۔ ــــــ
اعلیٰ حضرت نے مولانا عبد الحق خیر آبادی سے منطقی علوم
سیکھنا چاہا لیکن وہ انہیں پڑھانے پر راضی نہ ہوئے
اس کی وجہ یہ بیان کی کہ احمد رضا مخالفین کے خلاف سخت
زبان استعمال کرنے کے عادی ہیں (حیات اعلیحضرت صفہ ۲۳)
کہتے ہیں نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔ یہاں مولوی ظفر الدین
صاحب بہاری نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے نادان دوست کا رول انجام
دیا ہے۔ کاش کہ وہ اس طرح کی باتیں پبلک میں لانے سے قبل اس کا
رد عمل سوچتے۔ الخ ــــــ

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۲۵، ۱۲۶

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو عقل سلیم کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے ۔ وہ حضرات معانی صرفہ کا ادراک آسانی سے کر لیتے ہیں ـــــ لیکن جن لوگوں پر قوت واہمہ غالب ہوتی ہے ۔ ان کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ بات تمثیل کے پیرائے میں کی جائے اور معقول کو محسوس کی صورت میں سمجھایا جائے ۔ ـــــ اس لئے "ممثل لہ" جس معیار کا ہوتا ہے ۔ ـــــ "تمثیل" بھی اسی معیار کی لائی جاتی ہے ۔ ـــــ تفسیر بیضاوی میں ہے ۔ ـــــ

وھوان یکون علی وفق الممثل لہ من الجھۃ التی تعلق بہ التمثیل فی العظم والصغر والخسۃ والشرف دون الممثل فان التمثیل انما یصار الیہ لکشف المعنی الممثل لہ ورفع الحجاب وابرازہ فی صورۃ المشاھد المحسوس لیساعد فیہ الوھم العقل ویصالحہ علیہ فان المعنی الصرف انما یدرکہ العقل مع منازعتہ من الوھم من طبعہ میل الحس وحب المحاکات ولذلک شاعت الامثال فی الکتب الالھیۃ وفشت فی عبارات البلغاء واشارات الحکماء فیمثل الحقیر بالحقیر۔

تمثیل، ممثل لہ کی شرافت ودناءت ـــــ

اور عظمت وحقارت ناپنے کا پیمانہ ہے، خود تمثیل دینے والے کی شرافت و دناءت اور عظمت وحقارت ناپنے کا نہیں کیونکہ اس سے مقصود ممثل لہٗ کے چہرے سے حجاب اٹھا کر معنی کو ظاہر کرنا اور شاہد محسوس کی صورت میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ عقل کے ساتھ ساتھ وہم بھی اس کا ادراک کر لے۔ کیونکہ عقل معانی صرفہ کا ادراک کرتی ہے۔ وہم محاکات سے محبت اور حس کی طرف میلان طبعی کی وجہ سے روکتا ہے۔ تمثیل سے یہ مقصود ہونے ہی کی وجہہ ہے کہ آسمانی کتابیں بھی اس سے معمور ہیں اور بڑے بڑے ادیبوں اور دانش وروں نے بھی اپنی عبارتوں میں اس کا بکثرت استعمال کیا ہے۔ الغرض تمثیل میں حقیر چیزوں کی وضاحت کے لئے حقیر چیزیں ہی پیش کی جاتی ہیں لہ

شیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے۔

والحاصل ان التمثیل یستدعیہ حال الممثل لہ فکلما کان اعظم کان الممثل لہ اعظم وکلما کان احقر کان الممثل لہ احقر لقولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ فیلزم ان یکون لآلھتھم المثل الادنیٰ لانھا جمادات لاقوۃ لھا ولاشعور اذ الغرض من التمثیل تصویر

لہ بیضاوی ص ۱۵

المعقول بصورة المحسوس وتقرير المعنى المراد فی النفس ولا یعارض العقل فی المعانی المعقولة الا الوھم لمیله الی الحس وامتناع ادراکه المعانی الکلیة فاذا مثل المعنی العقلی بصورة محسوسة اذعن له وانقاد وقبل المعنی المراد

______ ۔ ممثل لہٗ کی حالت تمثیل کی مقتضی ہوتی ہے اس لئے تمثیل اگر باعظمت ہے تو ممثل لہ کی عظمت، اور بے وقعت ہے تو ممثل لہٗ کی بے وقعتی، سمجھی جائے گی۔ قرآن کا ارشاد ہے ______ ۔ اور اللہ کی مثل سب سے بلند ______ معبودان کفار، چونکہ جمادات ہیں جن میں نہ قوت ہے نہ شعور، اس لئے ان کی تمثیل میں بے وقعت چیزوں ہی کو پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ تمثیل سے مقصود معنی معقول کو محسوس کی صورت میں پیش کرکے نفس کے اندر اسے جاگزیں کرنا ہوتا ہے اور وہم حس کی طرف میلان اور معانی کلیہ کا ادراک نہ کر پانے کی وجہ سے عقل کو اس سے روکتی ہے۔ ______ لہٰذا جب معنی عقلی کو محسوس چیز سے تمثیل دیکر سمجھایا جائے تو پھر وہم بھی سمجھنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔[1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ رسول تھے اسی کے حکم سے جہاد کرتے تھے۔ اس لئے کسی عقلمند آدمی کو اس سلسلہ میں آپ کے خلاف کچھ

---

[1] شیخ زادہ علی البیضاوی ص ۲۱۶

کرنے کی گنجائش نہ تھی ـــــــ لیکن بلعم باعور جیسے نیک اور مستجاب الدعوات شخص نے دنیاوی مال ومتاع کی لالچ میں آکر آپ کے خلاف بد دعا کی. توقرآن نے ارشاد فرمایا. ـــــــ

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ. ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ـــــــ اس کا حال کتے کی طرح ہے. تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے. اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے انکا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

"توریت" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اوصاف موجود تھے جن کو پڑھ کر کسی عقلمند آدمی کو آپ پر ایمان نہ لانے کی گنجائش نہ تھی ـــــــ لیکن یہودی پھر بھی ایمان نہ لائے تو قرآن نے فرمایا ـــــــ

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ـــــــ

ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی. گدھے کی مثال ہے. جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائیں. کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں ؎۲ ـــــــ

مٹی اور پتھر کے بت اپنے پجاریوں کو نہ تو دنیا میں کوئی نفع پہونچا سکتے ہیں

ـــــــ

؎۱ پ ۹ س اعراف آیت ۱۷۶

؎۲ پ ۲۸ س جمعۃ آیت ۵

اور نہ ہی آخرت میں کوئی فائدہ۔ اس لئے کسی عقلمند آدمی کے لئے بتوں کی پرستش کی کوئی گنجائش نہیں ـــــــ مگر مشرکین ان کی پرستش کرتے ہیں تو قرآن نے ارشاد فرمایا۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا۔

ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ہیں مکڑی کی طرح ہے۔ اس نے جالے کا گھر بنایا[1]

لیکن کفار و یہود جن کی سرشت ہی میں انکار و سرکشی ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ عقل سے کام لیتے اور ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے کرتوت کی برائی کو سمجھتے اور اس سے باز رہتے۔ الٹے ان تمثیلوں کا ہی مذاق اڑایا اور کہا کہ یہ مثالیں اللہ جل شانہ کی شان سے بعید ہیں۔

قالت الجهلة من ان حقه وحسنه ان يكون وفق الممثل ولا يليق بعظمة الله تعالىٰ شانه وجلت كبريائه ان يمثلوا بنحو الذباب والعنكبوت فان علو شانه وعظمته وجلاله ينافى ان يحسن منه ضرب الامثال بالمحقرات

جاہلوں نے کہا تمثیل کی خوبی یہ ہے کہ تمثیل دینے والے کی شان سے میل کھاتی ہو۔ مکھی اور مکڑی کی تمثیل اللہ کی عظمت شان اور کبریائی سے میل نہیں کھاتی ہے کیونکہ

---

[1] پ ۲۰ سے عنکبوت آیت ۴۱

ان حقیر چیزوں کی تمثیل اسکی جلالت و بزرگی اور رفعت شان کی منافی ہے[۱]
تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا۔

بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کسی ہی چیز کا ذکر فرمائے۔ مچھر ہو۔ یا۔ اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ رہے کافر وہ کہتے ہیں۔ ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے[۲]

خدائے سبوح و قدوس کا عیوب و نقائص سے پاک ہونا ایسا بدیہی ہے کہ کوئی عقل مند آدمی اس سے انکار نہیں کرسکتا ــــــ مگر کچھ لوگوں نے خدا کے جھوٹ بولنے کو ممکن قرار دینے کے لئے ابن حزم گمراہ و بے دین کے اتباع میں یہ قاعدہ گڑھ لیا۔

> انسان جو کام اپنے لئے کرسکتا ہے وہ کام خدا بھی اپنے لئے کرسکیگا۔ اگر خدا اپنے لئے وہ کام نہ کرسکے تو اس کی قدرت انسان کے برابر بھی نہ ہوسکے گی۔ جب کہ خدا کی قدرت

۱ـ
۲ـ پ۱ س۱ بقرہ آیت ۲۶۔

انسانی قدرت سے یقینی طور پر زیادہ ہے۔

ان کے اس قاعدہ کے مطابق خدا اچھے کاموں کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے برے کام بھی کرسکے گا۔ ورنہ ان ہی کے بقول خدا کی قدرت انسان کی قدرت کے برابر نہ ہوسکے گی ــــــ اور انسان برے کاموں میں سے ایک برا کام زنا بھی کراسکتا ہے۔ تو لامحالہ ان لوگوں کے اس قاعدہ کے مطابق خدا زنا بھی کراسکے گا اور جو زنا کراسکے وہ درحقیقت خدا نہیں ہے۔ ــــــ تو گویا ان حضرات نے کسی ایسی چیز کو خدا سمجھ لیا ہے۔ جو درحقیقت خدا نہیں ــــــ اس لئے مولانا عبدالرحمن صاحب بیتھوی نے ان کی اس حماقت کے جواب میں اپنی کتاب "پیکان جانگداز برجان مکذبان بے نیاز" کے اندر تمثیل کا پیرایہ اختیار کیا اور ارشاد فرمایا۔

آدمی تو عورت بھی ہے اگر تمہارا ساختہ (من گڑھت) خدا عورت کی قدرت سے گھٹ رہا تو اور بھی گیا گذرا۔ عورت قادر ہے کہ زنا کرائے تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعًا واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کراسکے۔ ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑائینگی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہوسکا۔ پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے۔ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی ورنہ کاہے میں کراسکے گا۔

تو یہ حضرات بجائے اس کے کہ عقل سے کام لیتے، ٹھنڈے دل سے غور کرتے، اور اس باطل قاعدے کی برائی کو سمجھ کر اپنے عقیدہ سے رجوع کرتے۔ الٹے اس

تمثیل کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تمثیل کسی مہذب آدمی کی شان سے میل نہیں کھاتی ہے ــــــــ پھر اسی پر بس نہیں تمثیل مولانا عبدالرحمن بیتوی نے دی ہے مگر ــــــ الزام امام احمد رضا کو دیتے ہیں ــــــ لکھتے ہیں۔

[سبحان السبوح .. اعلیٰ حضرت کی مشہور و معروف تصنیف ہے لیکن اس کی عبارتیں اعلیٰ حضرت کی شان کے مطابق نہیں ہیں۔ .... کیوں کہ اس کی عبارتیں وہی واہی اور سعادت حسن منٹو سے بھی فحش ہیں۔]